زرد آنکھوں والی پراسرار عورت

اے حمید

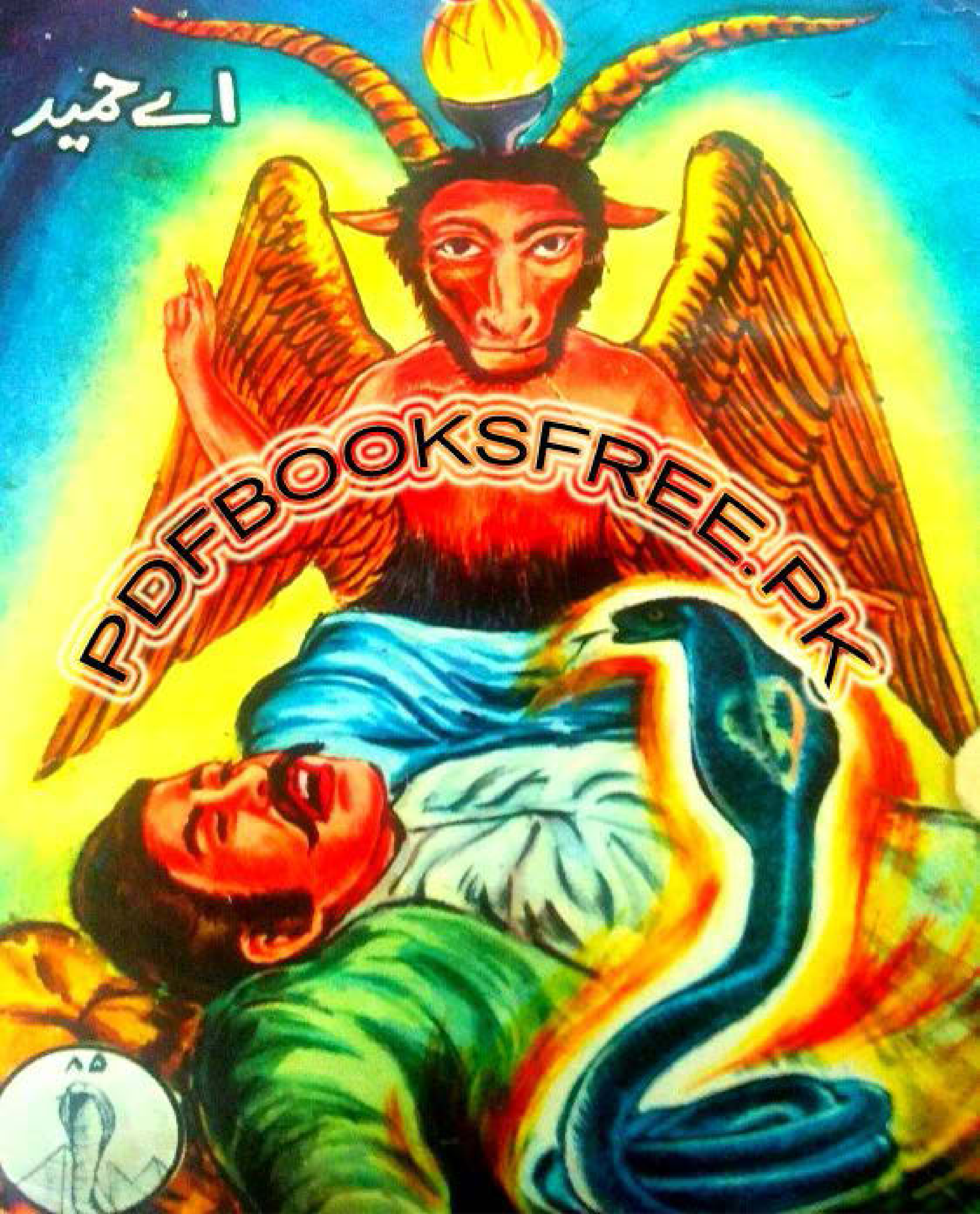

PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

Scan by
Muhammad Arshad

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سال سفر کی سنسنی خیز داستان

زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت

اے۔ حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب و پیشکش

محمد ارشد

پاکستان ورچوئل لائبریری

قیمت: ۵۰/ روپے

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل ــــــ

ناشر: یاسر مکتبہ اقرا ۱۳ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

ناگ عنبر اور ماریا اپنے پانچ ہزار سال کے طویل ترین واپسی کے سفر میں اپنی آخری منزلوں سے گذر رہے ہیں اور انہیں عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات پیش آ رہے ہیں۔ ایسے واقعات انہیں پہلے کبھی پیش نہیں آئے تھے۔ واپسی کا سفر آخر میں پہنچ کر خطرناک، سنسنی خیز اور حیرت افروز ہوتا جا رہا ہے۔ عنبر کو ایک زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت ملتی ہے۔ وہ اسے کیا کہتی ہے؟ ناگ کو کیٹی اس حالت میں ملتی ہے کہ وہ سبز ستارے والا سانپ بن چکی ہے۔ جو چاند کی چودھویں رات کو چاند کے آگے دیوانہ ہو کر رقص کرتا ہے اور چاند اسے اپنی کرنوں میں جذب کر لیتا ہے۔ پھر کیٹی سانپ بن کر چاند کی کرنوں میں جذب ہو کر کہاں چلی جاتی ہے؟ ناگ اس کی کیوں مدد نہیں کر سکتا؟ پھر وہ اور ماریا کیا منصوبہ بناتے ہیں اور ویران گرجا گھر کی جلاد بدروح طوفانی رات میں ناگ کو کیا کہتی ہے؟ یہ آپ اس قسط میں پڑھیں گے۔

"والسلام"

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- ماریا کی گردن میں سانپ
- زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت
- آخری خونی فتنہ
- چاند کے آگے سانپ کا ڈانس
- آسیبی گرجا، طوفانی رات
- ناگ، درویش جبّار کے رُوپ میں

ماریا کی گردن میں سانپ

کیٹی گھوڑا دوڑاتی شہر کے دروازے سے باہر نکل گئی۔
پہلے تو لوگ پیدل ہی کیٹی کے پیچھے بھاگ رہے تھے پھر ان میں سے دو تین آدمی گھوڑوں پر بیٹھ کر پیچھا کرنے لگے۔ جیسا کہ آپ پچھلی قسط میں پڑھ چکے ہیں کیٹی نے چٹکی بجائی تو وہ بدقسمتی سے ہارے ہوئے عیسائی سپہ سالار رچرڈ شیر دل کے روپ میں ظاہر ہو گئی جس کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے یروشلم میں شکست دی تھی اور شکست کھانے کے بعد اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ رچرڈ واپس انگلستان نہیں پہنچا اور وہیں کہیں مصر اور یروشلم کے آس پاس چھپا ہُوا ہے تاکہ موقع پا کر اپنی فوج کو جمع کر کے یروشلم پر دوبارا حملہ کرے۔ چنانچہ مصر کے مسلمان سلطان بیبارس نے اعلان کر رکھا تھا کہ جو کوئی رچرڈ کا سر کاٹ کر لائے گا اسے دس لاکھ دینار انعام میں ملیں گے۔ یہ انعام اتنا بڑا تھا کہ مصر کا ہر آدمی اس کی تلاش میں تھا کہ کہیں اسے رچرڈ مل جائے تو وہ اس کا سر کاٹ کر دس لاکھ دینار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

حاصل کرے۔ شاہی مصور نے رچرڈ کے پورے جیسے کی کئی تصویریں بنائی تھیں جنہیں سلطان مصر کے حکم سے شہر میں جگہ جگہ دیواروں پر لگا دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جونہی کیٹی، عیسائی سپہ سالار رچرڈ کی شکل میں ڈاکو مونتا لو کے خفیہ ٹھکانے سے باہر نکلی تو لوگوں نے اسے فوراً پہچان لیا اور اس کو پکڑ کر قتل کرنے کے لیے اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔

کیٹی نے مصر کے شہر قاہرہ سے نکل کر اس شاہراہ پر گھوڑے کو ڈال دیا جو سپین کی طرف جاتی تھی۔ اور جس پر مادیا بھی آگے آگے چلی جا رہی تھی۔ کیٹی کا منہ زور گھوڑا اسے سرپٹ دوڑتا ہوا اڑائے لیے جا رہا تھا۔ تینوں آدمی بھی اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ کیٹی حیران تھی کہ یہ لوگ آخر اس کا پیچھا کیوں کر رہے ہیں اور اسے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اس نے شہر میں ہی لوگوں کی زبان سے سن لیا تھا۔ ہر کوئی کہہ رہا تھا۔ میں اسے قتل کروں گا۔ یہ میرا شکار ہے۔ میں نے اسے پہلے دیکھا ہے۔ اس لیے اس کا سر میں کاٹوں گا۔ اتنا کیٹی کو پتہ چل گیا تھا کہ وہ کسی ایسے آدمی کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے۔ جو کوئی بدنام ڈاکو یا قاتل ہے جس کو لوگ ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

کیٹی کا گھوڑا بہت طاقتور اور تیز رفتار تھا۔ وہ کیٹی کو لے کر دیکھتے دیکھتے کہاں سے کہاں لے گیا۔

کیٹی نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ صحرا میں ریت کے ٹیلے دور تک ویران اور خالی تھے۔ اسے کوئی گھوڑ سوار اپنے پیچھے آتا نظر نہ آیا تو کیٹی نے شکر ادا کیا کہ اس کی جان بچ گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس جسم پر اگر تلوار کا زخم لگے تو وہ اپنے آپ بھر جاتا تھا اور وہ مر نہیں سکتی تھی۔ مگر اپنی گردن کٹ جانے کے بعد سے وہ پہلے ہی کافی مصیبت اور پریشانی دیکھ چکی تھی۔ اب وہ ہر حالت میں اس قسم کی بک بک سے بچنا چاہتی تھی پھر اسے خیال آیا کہ وہ تو ایک سپہ سالار کے روپ میں ہے اور تلوار بھی اس کے پاس ہے۔ وہ حملہ کرنے والوں کا مقابلہ کر سکتی تھی، لیکن وہ اگرچہ مرد کی شکل میں تھی اس کے اندر ایک عورت ابھی تک چھپی ہوئی تھی۔ ویسے بھی وہ لڑائی کا خطرہ مول لے کر اپنی گردن نہیں کٹوانی چاہتی تھی۔

اس کے پیچھے اب کوئی گھوڑ سوار نہیں تھا۔ پھر بھی وہ گھوڑا دوڑائے چلی گئی۔ وہ قاہرہ شہر سے بہت دور نکل جانا چاہتی تھی۔ جب صحرا میں گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کافی دور نکل گئی تو ایک جگہ درختوں کے جھنڈ آ گئے۔ یہاں ایک چھوٹے سے تالاب میں پانی جمع تھا۔ کیٹی نے گھوڑے کو پانی پلایا اور پھر آگے چل پڑی۔ ابھی وہ چند قدم ہی چلی ہو گی کہ اچانک تینوں سوار جو اس کا پیچھا کر رہے تھے ایک ٹیلے سے نکل آئے اور انہوں نے کیٹی کو گھیر لیا۔ وہ تلواریں لہراتے اس کی طرف بڑھے۔ اب کیٹی نے بھی تلوار نکال لی اور تلواروں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ کیٹی نے محسوس کیا کہ اس کا بازو ایک تجربہ کار تلوار باز سپاہی کی طرح تلوار چلا رہا تھا اور چند ایک واروں میں اس نے دو آدمیوں کو کاٹ کر رکھ دیا اور تیسرا بھاگ نکلا۔ کیٹی تلوار ہاتھ میں لیے زخمی آدمیوں کی طرف آئی۔ ان میں سے ایک کی لاش دو ٹکڑے ہو کر صحرا میں پڑی تھی اور دوسرا مر رہا تھا اور آخری سانس لے رہا تھا۔ کیٹی کو قریب آتے دیکھ کر اس نے آہستہ سے کہا:

"رچرڈ! مجھے معاف کر دو۔ میں لالچ میں آ گیا تھا۔ تم ایک بہادر سپہ سالار ہو۔"

کیٹی اس کے پاس بیٹھ گئی اور اس کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا۔ اس نے پوچھا:

"تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ یہ رچرڈ کون ہے؟"

مرنے والے نے تعجب سے رچرڈ شیر دل کی طرف دیکھ اور کہا:

"تم ۔۔۔ تم رچرڈ شیر دل ہو۔ جس کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے شکست دی تھی۔ جو مفرور ہو گیا ہوا ہے اور جس کا سر کاٹ کر لانے والے کو سلطان دس لاکھ دینار انعام دے گا۔ کیا ۔۔۔ کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ تم ۔۔۔ تم عیسائی سپہ سالار رچرڈ ہو؟"

اب کیٹی کی سمجھ میں سارا معاملہ آ گیا۔ اس نے مرنے والے کے منہ میں پانی کے قطرے ڈالے مگر وہ مر چکا تھا۔ پانی اس کے ہونٹوں سے باہر بہہ گیا۔ کیٹی نے اس کا مُردہ سر ریت پر رکھ دیا۔ گھوڑے پر بیٹھی اور ہسپانیہ کے شہر قرطبہ کی طرف روانہ ہو گئی۔

اسے بالکل خبر نہ تھی کہ ماریا اس سے چند میل آگے چلی جا رہی ہے۔ اور اس سے چند میل آگے ناگ سیاہ عقاب کی شکل میں ان دونوں کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یعنی ماریا اور کیٹی تھوڑے تھوڑے فاصلے پر دونوں قرطبہ کی طرف جا رہی تھیں اور ناگ قرطبہ سے مصر کی طرف آ رہا تھا تاکہ وہاں ماریا کا سراغ لگا سکے۔

کیٹی کو اسی جگہ صحرا میں رچرڈ کی شکل میں سفر کرتا چھوڑ کر ہم کچھ میل آگے ماریا کی طرف جاتے ہیں۔ ماریا اکیلی صحرائی راستے سے ذرا ہٹ کر ریت کے ٹیلوں کے اوپر پانچ فٹ کی بلندی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر ہوا میں آہستہ رفتار کے ساتھ اُڑتی چلی جا رہی تھی۔ جب کبھی کبھی کوئی لمبا سفر سامنے آ جاتا تھا تو ماریا اسی طرح سفر کیا کرتی تھی۔ اس وقت صحرا میں دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ ماریا کو سامنے سے کچھ گھوڑ سوار آگے بڑھتے نظر آئے۔ اس نے کوئی خیال نہ کیا۔ کیوں کہ جو سڑک سفر کے لیے بنائی گئی ہو اس پر گھوڑ سوار سفر کرتے ہی رہتے ہیں۔

جب یہ گھوڑ سوار قریب آئے تو ماریا نے دیکھا کہ وہ چار تھے اور شکل صورت سے لٹیرے اور قزاق معلوم ہوتے تھے۔ انھوں نے ایک بوڑھے آدمی کی گردن میں رسی باندھ رکھی تھی اور اسے گھوڑے پر ہاتھ باندھ کر بٹھایا ہوا تھا۔ ماریا کے قریب سے گزر کر وہ ایک سوکھے ہوئے درخت کے پاس جا کر رُک گئے۔ انھوں نے بوڑھے آدمی کا گھوڑا درخت کے نیچے کر لیا اور درخت کی ٹہنی پر رسہ باندھنے لگے۔ ماریا کے لیے یہ سمجھنا کوئی مشکل نہیں تھا کہ یہ چاروں صحرائی قزاق اس آدمی کو پھانسی دینے لگے ہیں۔ وہ رسہ درخت کے ساتھ باندھ کر گھوڑا اس بوڑھے آدمی کے نیچے سے نکال دیں گے اور وہ بے چارہ درخت کے ساتھ لٹک جائے گا اور رسی اس کا گلا گھونٹ ڈالے گی۔

ماریا یہ ظلم کم از کم اپنے سامنے ہوتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ ان ڈاکوؤں

کے قریب آ گئی۔ ایک صحرائی قزاق جو ان کا سردار لگتا تھا تلوار نکال کر بولا:

"اس کافر کی گردن کیوں نہیں کاٹ ڈالتے۔"

دوسرا قزاق بولا: "سردار گردن کٹنے سے یہ ایک دم مر جائے گا۔ لیکن پھانسی پر لٹکے گا تو اس کی جان دیر سے نکلے گی۔"

ڈاکوؤں کے سردار نے قہقہہ لگایا اور بولا:

"یہ تم نے بالکل ٹھیک کہا۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس کافر کی جان آہستہ آہستہ نکلے یہ دیر تک تڑپتا رہے۔"

ماریا یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ بوڑھا عیسائی لگتا تھا جب ہی یہ اسے کافر کہہ رہے تھے۔ حالانکہ مسلمان عیسائیوں کو کافر کبھی نہیں کہتے۔ کیوں کہ کافر وہ ہوتا ہے جو بتوں کی پوجا کرے اور عیسائی بتوں کی پوجا نہیں کرتے۔ مگر یہ صحرائی قزاق ان پڑھ اور جاہل تھے اور ایک غریب بوڑھے عیسائی کو کافر سمجھ کر پھانسی لگانے والے تھے۔ ماریا نے آگے بڑھ کر بوڑھے عیسائی کی گردن میں سے رسی کھول دی۔ ڈاکو حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ یہ رسی اپنے آپ کیسے کھل گئی۔ سردار نے چیخ کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بدبخت! تم نے رسی ڈھیلی کیوں باندھی تھی۔ اسے پھر سے کس کر باندھو۔"

ایک ڈاکو آگے بڑھا اور اس نے بوڑھے کی گردن میں دوبارہ رسی کو کس کر باندھ دیا۔ درخت کے تنے سے رسی بندھ چکی تھی۔ اب صرف بوڑھے کے نیچے سے گھوڑے کو کھسکانا ہی باقی تھا۔ ماریا پیچھے سے آئی۔ اس نے ایک ڈاکو کی کمر میں لٹکی ہوئی تلوار کو نیام سے کھینچ لیا۔ تلوار اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی۔

ڈاکو نے گھبرا کر نیام کو دیکھا جو خالی تھا:

"سردار! میری تلوار کون لے گیا؟"

سردار نے چیخ کر کہا: "بکواس بند کرو۔ کوئی نہیں لے گیا تمہاری تلوار اس بوڑھے کو پھانسی پر لٹکاؤ، گھوڑا اس کے نیچے سے بھگاؤ۔"

وہ ڈاکو بوڑھے کے نیچے سے گھوڑے کو کھسکانے کے لیے آگے بڑھا تو ماریا نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس ڈاکو کی گردن تن سے جدا کر دی۔ اور پھر بوڑھے کے سر کے اوپر سے رسی کو کاٹ ڈالا۔ اپنے ایک ساتھی کی لاش کو تڑپتے دیکھ کر ڈاکوؤں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ایک دوسرے کو تکنے لگے کہ یہ

کیا ماجرا ہو گیا ہے؟

"سردار! کوئی بھوت آ گیا ہے، بھاگو۔"

سردار کوئی اکھڑ آدمی تھا، چلایا:

"میں نہیں بھاگوں گا، بھوت سے مقابلہ کروں گا۔"

اور اس نے تلوار کو گھمانا شروع کر دیا جیسے ہوا میں کسی ان دیکھے دشمن کا مقابلہ کر رہا ہو۔ بوڑھا عیسائی بے چارہ گھوڑے سے اتر کر سہما ہوا ایک طرف بیٹھ گیا تھا۔ اس کی ایک جانب ڈاکو کی کٹی ہوئی لاش پڑی تھی اور دوسری جانب ڈاکوؤں کا سردار تلوار گھما رہا تھا اور باقی دو ڈاکو بھی حیران پریشان مگر تلواریں نکالے چوکنے ہو کر کھڑے تھے۔

ماریا نے بوڑھے کے قریب جا کر اس کے کان میں کہا:

"بابا! تم مت گھبراؤ، میں تمہاری مدد کو آئی ہوں۔"

غیبی آواز سنتے ہی بوڑھے نے زور سے چیخ ماری اور تھر تھر کانپنے لگا:

"بھ — بھ — بھ — بھوت۔"

ماریا کو اس بڈھے پر سخت غصہ آیا کہ اس کی خاطر اس نے یہ سارا بکھیڑا کیا اور یہ ہی اس سے خوف کھا رہا ہے۔

"کہاں ہے بھوت — کہاں ہے بھوت۔ سامنے آؤ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈاکوؤں کا سردار بار بار چلا رہا تھا۔

ماریا اس کے پاس گئی اور اس کے بازو پر زور سے مکا مارا، تلوار سردار کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ گھوڑے کی باگ موڑ کر بولا:

"بھ۔۔بھ۔بھ۔۔ بھوت۔ بھاگو۔"

اور تینوں صحرائی قزاق گھوڑے دوڑاتے ایسے بھاگے کہ انہوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا، اب وہاں صرف بوڑھا رہ گیا تھا مگر وہ بھی خوف کے مارے کانپ رہا تھا۔ پھر وہ بھی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

ماریا نے اسے آواز دی: "بابا! ٹھہرو۔"

بوڑھے نے بھوت کی آواز سنی تو اس کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا شہر قرطبہ کی طرف نو دو گیارہ ہو گیا۔ ماریا کو اس پر غصے کے ساتھ ساتھ ہنسی بھی آئی کہ اس پر کیسا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ ماریا وہاں سے تھوڑی دور ہی گئی ہو گی کہ اسے اپنے پیچھے ایک گھوڑا اپنی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ ماریا رک گئی اور سوچنے لگی کہ یہ ضرور ان ڈاکوؤں میں سے کوئی ڈاکو ہے اور اس کی کوئی قیمتی شے وہاں رہ گئی تھی جسے لینے آیا ہے۔

ماریا واپس اس جگہ پہنچی جہاں ایک ڈاکو کی لاش پڑی

تھی۔ گھوڑ سوار گھوڑے پر بیٹھا قریب آ رہا تھا۔ ماریا کے نزدیک آ کر اس نے گھوڑے کو روکا اور لاش کو تکنے لگا۔ ماریا نے دیکھا کہ وہ کسی عیسائی سپہ سالار کی وردی میں تھا۔ ماریا اچانک اچھل سی پڑی۔ یہ تو مشہور عیسائی جرنیل رچرڈ شیر دل تھا جو شکست کے بعد مفرور ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ماریا اس کی طرف بڑھی اور اسے غور سے دیکھا۔ ماریا نے قاہرہ کے گلی کوچوں میں لگی ہوئی رچرڈ کی تصویریں دیکھی تھیں۔ ہو بہو وہی شکل تھی۔ کیپٹن کو اچانک ماریا کی تیز خوشبو محسوس ہوئی۔ صحرا میں ہوا چلنے کی وجہ سے کیپٹن کو پہلے ماریا کی خوشبو محسوس نہیں ہوئی تھی، لیکن اب جو وہ اس کے قریب آئی تو کیپٹن نے اس کی تیز خوشبو محسوس کی۔ اس نے چونک کر کہا: "ماریا! یہ تم ہو؟"

رچرڈ شیر دل کے منہ سے اپنا نام سن کر ماریا ہکی بکی ہو کر رہ گئی۔ ایک دم پیچھے ہٹ گئی اور غور سے رچرڈ کو دیکھنے لگی کہ اس نے مجھے دیکھ لیا ہے کیا؟ اگر دیکھ ہی لیا ہے تو یہ میرا نام کیسے جانتا ہے؟ رچرڈ یعنی کیپٹن نے پھر کہا:

"ماریا! تم جواب کیوں نہیں دیتیں؟ مجھے تمہاری خوشبو آ رہی ہے، بولو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے آہستہ سے مگر بلند آواز میں کہا:

"اے عظیم عیسائی سپہ سالار! کیا تم مجھے دیکھ رہے ہو؟ کیا تم مجھے جانتے ہو؟"

رچرڈ یعنی کیٹی نے قہقہہ لگایا اور بولی:

"اری ماریا بہن! میں عظیم عیسائی سپہ سالار رچرڈ نہیں ہوں۔ یہ تو مجھ پر مصیبت پڑ گئی ہے۔ میں تو کیٹی ہوں۔ چٹکی نے بیڑا غرق کیا ہے۔"

ماریا تو دنگ ہو کر رہ گئی۔ اور پھر وہ بھی ہنسنے لگی اور بولی:

"کیٹی! خدا کی قسم تمہیں اس شکل میں دیکھ کر میں تو کیا ناگ اور عنبر بھی ساری زندگی نہیں پہچان سکتے کہ تم کیٹی ہو۔ مگر یہ تمہیں رچرڈ شیر دل کا روپ دھارنے کی کیا سوجھی؟"

کیٹی نے کہا: "ماریا بہن! بھلا یہ بات کبھی میرے اختیار میں ہوتی ہے۔ خدا — اب کیا کہوں میں جن کو — وہ میرا دوست بھی ہے۔ کم بخت بہت دفعہ میری مدد بھی کر دیتا ہے لیکن کبھی کبھی مجھے ایسی مشکل میں پھنسا دیتا ہے کہ لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔ اب دیکھ لو، اس نے مجھے رچرڈ

شیر دل بنا دیا۔ کہنے لگا جاؤ چٹکی بجاؤ۔ چٹکی ٹھیک ہو گئی ہے۔ جونہی میں نے چٹکی بجائی تو رچرڈ شیر دل کی شکل میں ظاہر ہو گئی، مجھے کیا خبر تھی کہ میرے سر کی قیمت دس لاکھ دینار رکھی ہوئی ہے میں بڑے آرام سے ڈاکوؤں کے ٹھکانے سے باہر نکلی تو لوگ تلواریں لے کر مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں تک آئی ہوں، لیکن مجھے بڑی خوشی ہے کہ تم سے ملاقات ہو گئی۔ عنبر اور ناگ کہاں ہیں؟"

ماریا نے کہا: "ان کی کچھ خبر نہیں مگر تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟"

کیٹی نے کہا: "میرا خیال ہے اگر ہم ایک دوسرے کو اپنے گذرے ہوئے واقعات سنا دیں تو ہمیں ایک دوسرے کے تمام حالات کا علم ہو جائے گا۔"

اس کے بعد پہلے کیٹی نے اپنی رام کہانی سنائی اور پھر ماریا نے اپنے ساتھ بیتے ہوئے سارے واقعات بیان کر دیئے۔

"کیٹی نے کہا: "میں ناگ کے ساتھ فرانس میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھی اور وہیں کسی نے مجھے ہلاک کر ڈالا تھا۔"

ماریا حیران ہو کر بولی: "میں تو تمہاری گردن کے کٹنے کا سن کر دنگ رہ گئی ہوں۔ کتنی اچھی بات ہوئی ہے کہ تین ماہ کے اندر اندر تمہاری گردن جڑ گئی ورنہ خدا جانے پھر تمہاری صورت دیکھنی نصیب بھی ہوتی یا نہ۔"

کیٹی نے کہا: "اس کا سہرا ناگ کے سر ہے۔ اسی نے میری لاش کی حفاظت کی ہو گی۔ اور پھر کہیں نہ کہیں سے خدا جانے کیسی کیسی مشکلوں کے بعد میرا کٹا ہوا سر تلاش کیا ہو گا۔"

ماریا کہنے لگی: "اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں قرطبہ سے اغوا کیا گیا ہے۔ تمہاری لاش قرطبہ کے کسی سرجن جراح کی لیبارٹری میں تھی تو ضرور ناگ بھی قرطبہ ہی میں ہو گا۔"

کیٹی بولی: "اور ہم بھی تو قرطبہ ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ناگ سے ہماری ملاقات ضرور ہو جائے گی۔ اب عنبر کا پتہ چلانا باقی رہ گیا ہے۔"

ماریا نے کہا: "اسے بھی میں نے آخری بار مصر کے

شہر قاہرہ کے اہراموں کے پاس چھوڑا تھا۔ میں نے سارا قاہرہ چھان مارا لیکن مجھے اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔ میرا اندازہ ہے کہ یہاں سے وہ بھی قرطبہ کی طرف ہی گیا ہو گا، کیوں کہ قاہرہ کے بعد وہی مسلمانوں کا ایک مشہور شہر ہے۔"

کیٹی کہنے لگی: "اب میں اس اپنے رچرڈ کے جیسے کا کیا کروں؟ مسلمانوں کے شہر قرطبہ میں گئی تو وہاں بھی لوگ مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔"

ماریا بولی: "تو پھر کیا ہوا، تم کون سی ہلاک ہو جاؤ گی۔"

کیٹی نے کہا: "یہ بات نہیں ہے ماریا بہن —— جب سے کسی عیار قاتل نے میری گردن کاٹی ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی بڑی فکر رہنے لگی ہے۔ میں خوامخواہ کسی جنگ میں نہیں کودنا چاہتی۔ اب کم بخت چٹکی کا بھی کوئی اعتبار نہیں رہا۔ پہلے تو ذرا سی چٹکی بجا کر پرندہ بن کر پھر سے اڑ جاتی تھی یا جس کی چاہے شکل اختیار کر لیتی تھی۔ مگر اب ایسا نہیں ہے۔ اب تو ایک شکل میں آتی ہوں تو پھر چٹکی بجا بجا کر پاگل ہو جاتی ہوں اور دوسری شکل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نہیں بدلتی۔ اب بتاؤ پھر — میں رچرڈ کی شکل لے کر کیسے مسلمانوں کے شہر میں جاؤں گی؟"

ماریا نے کہا: "تم اپنی شکل سامنے رکھ کر اب ذرا چٹکی بجا کر دیکھو شاید تمہاری شکل بدل جائے۔"

کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا: "تم دیکھ لینا میری شکل ویسی کی ویسی ہی رہے گی۔"

ماریا نے کہا: "تم چٹکی تو بجاؤ۔"

کیٹی نے اپنی شکل کا تصور آنکھوں کے سامنے رکھ چٹکی بجادی۔ چٹکی بجاتے ہی ماریا کو ایک پھنکار کی آواز سنائی دی اور اس نے دیکھا کہ کیٹی کالے رنگ کا ایک سانپ بن گئی ہے جس نے اپنا پھن اٹھا رکھا ہے اور زبان بار بار باہر نکال رہا ہے۔ کیٹی سانپ کی زبان میں کہہ رہی تھی:

"میرے خدا! یہ میرے ساتھ کیا ہو گیا۔ میں تو سانپ بن گئی ہوں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے چٹکی نہ بجواؤ۔ رچرڈ شیر دل کی شکل سے چھٹی ہوں تو اس سانپ کی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔ اب کیا کروں؟"

مگر ماریا سانپ کی زبان نہیں سمجھ سکتی تھی۔ وہ تو پریشان تھی کہ اس نے خوامخواہ کیٹی کو چٹکی بجانے کے لیے کہا اور

اسے سانپ بنا دیا۔ اس نے کیٹی کو جو سیاہ سانپ کی شکل میں تھی ہاتھ میں اٹھا لیا۔ سانپ، ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ سانپ کے ماتھے پر سبز رنگ کا ایک ستارے کا نشان بنا ہوا تھا۔ اس نے کیٹی سے کہا:

"کیٹی بہن! میں جانتی ہوں تم میری زبان نہیں سمجھ سکو گی مگر مجھے معاف کر دینا۔ میں نے تمہارے ساتھ بڑی زیادتی کی۔ مگر بہن یقین کرو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم رچرڈ شیر دل سے سانپ بن جاؤ گی۔ مگر تم فکر نہ کرو اور ایک بار پھر چٹکی بجانے کا خیال کرو۔"

کیٹی کو ماریا کی آواز ہی آ رہی تھی۔ اس کی زبان وہ نہیں سمجھ سکتی تھی۔ کیوں کہ وہ سانپ بن چکی تھی اور سانپ کے کان نہیں ہوتے وہ اپنے جسم کے مساموں اور کھال کے سوراخوں سے سنتا ہے اور اس کے جسم کے اندر صرف آواز جاتی ہے الفاظ نہیں جاتے۔ وہ صرف دوسرے سانپ کی آواز کا مطلب سمجھ سکتا ہے۔ کیٹی کو اتنا ضرور اطمینان تھا کہ اگرچہ وہ سانپ کی شکل اختیار کر گئی ہے لیکن کیٹی کے پاس ہے کسی دشمن کے قریب نہیں ہے۔ اس نے ماریا کے کہنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ پہلے ہی اپنے دل میں اپنی شکل کا تصور لا کر کئی بار خیال ہی خیال میں چٹکی بجائی تھی مگر چٹکی کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا ماریا کیٹی کے سانپ کو لے کر قرطبہ کی طرف چل دی۔

وہ صحرائی ٹیلوں کے اوپر ہو کر فضا میں تیرتی ہوئی جا رہی تھی۔ اچانک اسے آسمان پر ایک دیو پیکر سیاہ عقاب دکھائی دیا جو اس کے سر کے اوپر سے اڑتا ہوا آگے نکل گیا۔ یہ ناگ تھا جو عقاب کے روپ میں اڑا چلا جا رہا تھا۔ ناگ نے ماریا کو نہیں دیکھا تھا مگر اسے اڑتے اڑتے اچانک ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ وہیں آسمان پر چکر لگانے لگا۔ ماریا نے سیاہ عقاب کو اپنے اوپر چکر کاٹتے دیکھا تو اسے خیال آیا کہ کہیں یہ ناگ نہ ہو کیوں کہ ناگ کو سیاہ یا سفید عقاب بہت پسند تھا اور جب کبھی اسے کوئی لمبا سفر کرنا ہوتا تھا تو وہ عقاب ہی کی شکل اختیار کیا کرتا تھا۔ ماریا ظاہر تو ہو نہیں سکتی تھی اور نہ ناگ اس کی آواز سن سکتا تھا۔ مگر ماریا نے ایک کام کیا کہ اس نے بھی زمین سے کوئی پندرہ فٹ کی بلندی پر گول دائرے میں چکر لگانا شروع کر دیئے۔ کیٹی اس کی گردن کے ساتھ سانپ کی شکل میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے بھی ناگ کی خوشبو کو محسوس کر لیا تھا۔ اور وہ دیکھ رہی تھی کہ ایک سیاہ عقاب

آسمان پر چکر لگا رہا ہے۔

ناگ کو اس جگہ سے ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ ریت کے ایک ٹیلے کے پاس اتر آیا کہ شاید یہیں کہیں آس پاس ماریا موجود ہو۔ ناگ نے گہرا سانس کھینچ کر چھوڑا اور اپنی انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی ماریا کا دل خوشی سے اچھل پڑا۔ کیٹی نے بھی ناگ کو دیکھ لیا تھا اور ماریا کی گردن میں لپٹی اپنا پھن اٹھا کر پھنکارنے لگی تھی۔ ماریا زمین پر آ کر تیزی سے ناگ کے پاس گئی اور بولی:

"ناگ بھیا!"

ناگ خوشی سے مسکراتے ہوئے بولا:

"ماریا تم — خدا کا شکر ہے۔ تم سے تو ملاقات ہوئی مگر میں تمہیں ایک بڑی بری خبر سنانے والا ہوں۔ کیٹی کا سر کٹ گیا تھا۔ میں نے جان جوکھوں میں ڈال کر اسے تلاش کر کے اس کے دھڑ کے ساتھ لگایا مگر ایک رات کیٹی کی لاش گم ہو گئی۔ خدا جانے اب وہ زندہ بھی ہو گی یا نہیں اور اگر زندہ ہو گی تو کس حال میں ہو گی۔"

ماریا نے مسکرا کر پوچھا: "کیا تمہیں کیٹی کی خوشبو نہیں آ رہی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے ناک کو فضا میں اوپر اٹھاتے ہوئے کہا:

"ہاں ہاں — آرہی ہے خوشبو۔ مگر یہ کیا۔ اس خوشبو میں مجھے کسی سانپ کی بُو بھی محسوس ہو رہی ہے۔"

ماریا نے کیٹی کو ریت پر رکھ دیا۔ کیٹی سانپ کی شکل میں پھن اٹھا کر کھڑی ہو گئی اور اس نے سانپوں کی زبان میں ناگ کے آگے سر جھکا کر کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! اس کنیز کو کس لیے یاد فرمایا؟"

"میرے خدا! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

ناگ سانپ کی زبان میں بے اختیار پکار اٹھا۔ کیٹی نے پریشانی سے کہا:

"ناگ بھیا! اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ ساری کارستانی میرے اس جن دوست کی ہے جس کی دوستی پر اب مجھے شک ہونے لگا ہے۔"

ماریا نے ناگ کو بتایا کہ اس نے کیٹی کو چٹکی بجانے کے لیے کہا تھا کیوں کہ وہ رچرڈ شیر دل کی شکل میں چلی آ رہی تھی۔ چٹکی بجانے کے بعد وہ سانپ بن گئی۔

ناگ نے انسانی زبان میں جو کیٹی نہیں سمجھ سکتی تھی، ماریا سے کہا:

"ماریا! کیٹی جس سیاہ سانپ کے روپ میں ظاہر

ہوئی ہے اس کے ماتھے پر سبز تارے کا نشان ہے۔"

ماریا نے کہا، "ہاں میں نے یہ نشان دیکھا ہے۔ مگر اس میں ایسی کون سی خطرناک بات ہے؟"

ناگ بولا: "میری بات غور سے سنو۔ یہاں سپین یعنی اندلس میں جس سانپ کے ماتھے پر سبز تارے کا نشان ہوتا ہے۔ وہ چاند کا محبوب سانپ ہوتا ہے اور چاند کی چودھویں رات کو جب آسمان پر پورا چاند نکلا ہوتا ہے یہ سانپ مستی اور دیوانگی میں آ کر رقص کرنے لگتا ہے اور چاند کی طرف بار بار اپنا پھن اٹھاتا ہے۔ پھر چاند اپنے محبوب کو غائب کر کے اپنی کرنوں میں جذب کر لیتا ہے۔"

ماریا نے حیران ہو کر کہا: "یہ تم کیا کہہ رہے ہو ناگ؟"

"میں جو کچھ کہہ رہا ہوں ٹھیک کہہ رہا ہوں ماریا۔"

"پھر کیا ہوتا ہے؟" ماریا نے پوچھا۔

ناگ بولا: "پھر چاند سانپ کو غائب کرنے کے بعد دو دنوں تک اپنی چاندنی میں چھپائے رکھتا ہے اور اس کے بعد خدا جانے کس جگہ چھوڑ دیتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ماریا نے کہا: "یہ تو بڑی بری بات ہوئی۔ اس کا مطلب ہے کہ چاندنی رات میں کیٹی ہم سے غائب ہو جائے گی، مگر۔۔۔ مگر میں اسے اپنے سے الگ نہیں کروں گی۔ چاند کی چودھویں رات کو میں اسے اپنے پاس ہی غائب رکھوں گی۔"

ناگ نے کہا: "اگر تم نے ایسا کیا تو چاند کی کرنیں تیرے غائب جسم میں آگ بھڑکا دیں گی۔ جب یہ سبز ستارے والا سانپ چاند کے آگے رقص کر رہا ہوتا ہے اس وقت بھی اگر کوئی اسے پکڑنے کی کوشش کرے تو پکڑنے والے کے جسم کو آگ لگ جاتی ہے۔ مگر تجربہ کار سپیرے اپنے اوپر گیلے کمبل ڈال کر اسے پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہے کہ اگر اس سانپ کو چاند کے آگے رقص کرتے ہوئے پکڑ لیا جائے تو یہ زمین کے اندر دفن کیے ہوئے سونے کے خزانوں کا پتہ بتا دیتا ہے اور وہاں تک لے جاتا ہے۔"

کیٹی کو ماریا اور ناگ کی آواز برابر آ رہی تھی مگر الفاظ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ اس نے تنگ آ کر سانپ کی زبان میں ناگ سے کہا کہ وہ اکیلے اکیلے کیا

باتیں کر رہے ہیں؟ ناگ نے اسے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ ماریا سے عنبر کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"پھر اس کا کیا علاج کیا جائے؟ کیٹی تو سانپ کی شکل میں چاند کی چودہ تاریخ کو غائب ہو جائے گی!"

ناگ بولا: "اس کا علاج صرف وہ سلیمانی سانپ کا مہرہ ہے جو اس وقت اندلس کے بادشاہ باب عادل کے خزانے میں اس کے شاہی محل میں پڑا ہے۔ مگر وہاں تک پہنچنا مشکل ہے۔"

ماریا نے کہا: "مگر میں بادشاہ باب عادل کے شاہی خزانے میں سے وہ سلیمانی سانپ کا مہرہ اٹھا کر لا سکتی ہوں میں تو غائب حالت میں ہوں۔"

ناگ کہنے لگا: "تمہیں شاید معلوم نہیں کہ وہ کسی معمولی سانپ کا مہرہ نہیں ہے۔ وہ سلیمان بادشاہ کے سانپ کا مہرہ ہے جس سے شاہی خزانے میں برکت پڑتی ہے اور جس کے گرد طلسم کا حصار ہے جس کا توڑ صرف بادشاہ کے پاس ہی ہے۔ اگر تم اس کو ہاتھ لگاؤ گی تو تمہیں ایسا جھٹکا لگے گا جو تمہارے سارے جسم کو سیاہ کر کے ظاہر کر دے گا اور پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تم اسی طرح باقی زندگی گذارو گی۔"

ماریا بولی: "اب کیا کیا جائے پھر؟"

ناگ نے کہا: "چاند کی چودھویں رات میں ابھی چار دن باقی ہیں۔ تب تک میں کچھ سانپوں کو بلا کر ان سے بھی مشورہ کروں گا۔ لیکن مجھے امید نہیں کہ وہ کوئی کامیاب طریقہ بتا سکیں۔"

کیٹی نے ناگ سے سانپ کی زبان میں کہا:

"ناگ بھیا عنبر کہاں ہے؟ میری لاش تو چور اڑا کر لے گئے تھے اور میرا سر تم نے کہاں سے تلاش کیا پھر؟ تم نے تو کمال کر دیا۔ ناگ بھیا اگر تم میرا سر نہ ڈھونڈ نکالتے تو میرا زندہ رہنا بہت مشکل تھا۔"

ناگ بولا: "کیٹی! بس بڑی زبردست مصیبتیں جھیل کر تمہارا سر تلاش کیا تھا۔ کہیں بیٹھ کر تمہیں آرام سے اپنی رام کہانی سناؤں گا۔ عنبر بھی میرا خیال ہے اندلس میں ہی کہیں ہو گا۔"

ماریا نے ناگ کو بتایا کہ جب وہ اہرام مصر میں نفریتی کی قبر کے چبوترے میں اتری تھی اور دیوار والی آنکھ نے اسے اپنے اندر نگل لیا تھا

عنبر باہر تھا۔ اس کے بعد سے وہ اسے نہیں ملا۔

ناگ بولا: "اندلس چلتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہاں اس سے ملاقات ہو جائے۔"

کیٹی، ماریا اور ناگ اندلس کے دارالحکومت قرطبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت

اب ذرا واپس چل کر عنبر کی خبر لیتے ہیں۔

جیسا کہ آپ کو یاد ہو گا اور آپ نے پچھلی قسط میں بھی پڑھا ہو گا کہ عنبر اس وقت ملک حبشہ میں طرطوش حبشی کے گاؤں میں اس پتھر والی غار کے قریب رہتا ہے جو بولتا تھا اور سوالوں کے جواب دیتا تھا مگر عنبر واپس آنے لگا تھا کہ طرطوش حبشی نوجوان نے اسے خبردار کیا کہ اگرچہ جیکب یہودی مر چکا ہے۔ لیکن اس کا مؤکل ایک روح کی شکل میں ابھی زندہ ہے اور ہو سکتا ہے کہ جادوگر یہودی کی جگہ اب وہ مصر کے مسلمانوں سے اپنے مالک کی موت کا بدلہ لے۔ چنانچہ یہ سن کر عنبر وہیں رک گیا۔ اب وہ مردہ یہودی جادوگر جیکب کے مؤکل کے انتظار میں تھا کہ کہیں کسی طرح اس سے ملاقات ہو اور وہ اسے ختم کرنے کی کوشش کرے اور پھر وہاں سے ناگ اور ماریا کیٹی کی تلاش میں آگے جائے۔ عنبر وہاں طرطوش حبشی نوجوان کی بوڑھی والدہ کے پرانے جھونپڑے والے مکان میں رہنے لگا۔ عنبر کو یہ بھی معلوم تھا کہ یہودی جادوگر نے طرطوش کو دیو ہیکل لاش بنا رکھا تھا اور اس کو مسلمانوں کے قتل کے لیے استعمال کرتا تھا اور اب جب کہ طرطوش واپس انسانی شکل میں آ چکا ہے اور اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ اس لیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہودی جادوگر کا مؤکل طرطوش سے بھی انتقام لینے کی کوشش کرے یا اسے پھر سے لاش بنا دے۔

اس لیے اب عنبر کا وہاں رہنا ضروری ہو گیا تھا مگر دن گزرتے جا رہے تھے اور یہودی جادوگر کا مؤکل ظاہر نہیں ہو رہا تھا۔ عنبر کو ناگ اور ماریا وغیرہ سے ملنے کی بھی جلدی تھی کہ خدا جانے وہ کہاں ہوں گے۔ کس حال میں ہوں گے۔ طرطوش حبشی نوجوان اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کرتا اور دن بھر اپنی چھوٹی سی زمین پر کھیتی باڑی کرتا۔ عنبر بھی اس کا ہاتھ بٹاتا تھا۔ شام کو طرطوش اپنی بوڑھی ماں کے لیے ٹھنڈا پانی لانے کے لیے مٹی کا گھڑا لے کر جنگل میں پہاڑی کے دامن میں بہنے والے چشمے پر چلا جاتا تھا۔ کبھی کبھار عنبر بھی اس کے ساتھ گیا تھا۔

ایک روز ایسا ہوا کہ شام کو طرطوش اپنی ماں کے لیے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ٹھنڈا پانی لینے چشمے پر گیا اور کافی دیر ہو گئی مگر واپس نہ آیا۔ اس کی ماں کو بڑی فکر ہوئی۔ عنبر بھی کچھ پریشان ہو گیا۔ آخر وہ طرطوش کی بوڑھی ماں کو یہ کہہ کر جنگل کی طرف چلا کہ وہ اسے تلاش کر کے لاتا ہے۔ جنگل میں رات کا اندھیرا بڑھنے لگا تھا اور گہری خاموشی چھا رہی تھی۔ عنبر نے چشمے پر جا کر دیکھا۔ وہاں طرطوش کہیں نہیں تھا۔ عنبر نے اسے آوازیں دیں۔ ادھر اُدھر تلاش بھی کیا لیکن وہ اسے کہیں نہ ملا۔ جنگل میں خاموشی اور اندھیرا تھا۔ اچانک اس اندھیرے میں عنبر کی نگاہ چشمے کے پاس گئی تو اس نے وہاں ایک ہار کے ٹوٹے ہوئے منکے دیکھے۔ یہ منکوں کا ہار طرطوش اپنے گلے میں پہنا کرتا تھا۔ عنبر نے سبز رنگ کے منکوں کو اٹھا کر دیکھا۔ ان کا دھاگہ ٹوٹا ہوا تھا اور منکے گھاس پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ غور کرنے لگا کہ کیا طرطوش کی کسی دشمن سے لڑائی ہو گئی تھی؟ کیا اس کے دشمن نے اسے گریبان سے پکڑ کر کھینچا تھا؟ ضرور لڑائی ہوئی ہو گی کسی سے طرطوش کی۔

یہی سوچتے سوچتے عنبر آگے جنگل کی طرف بڑھا۔

اندھیری رات میں جنگل کے درختوں میں اسے آگ کی روشنی دکھائی دی۔ وہ اس روشنی کی طرف چلنے لگا۔ جنگل

میں ایک جگہ درختوں کے درمیان کھلی جگہ تھی جہاں پتھروں کے درمیان ایک جگہ آگ جل رہی تھی۔ عنبر حیران ہوا کہ آدھی رات کو یہاں آگ کس نے جلا رکھی ہے۔ یہ ایک چھوٹا سا الاؤ تھا جس میں جنگل کی لکڑیاں جل رہی تھیں مگر کمال کی بات یہ تھی کہ اس آگ میں سے دھواں نہیں اٹھ رہا تھا۔

عنبر نے دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں کوئی انسان نہیں تھا۔ پھر یہ آگ کس نے جلائی تھی؟ ابھی عنبر یہ غور ہی کر رہا تھا کہ ہوا میں بڑے بڑے پروں کی پھڑپھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی اور عنبر نے دیکھا کہ ایک دیو ہیکل انسان رات کے اندھیرے میں آسمان پر سے اُتر کر بڑے بڑے پروں کو پھڑپھڑاتا آیا اور آگ کے شعلوں کے اوپر چوکڑی مار کر بیٹھ گیا۔ عنبر حیرت سے اسے تکنے لگا۔ اس کا سارا دھڑ تو انسان کا تھا مگر سر ایک خوفناک شکل والے بکرے کا تھا اور لمبے کانوں کے اوپر دو بڑے بڑے سینگ نکلے ہوئے تھے۔ سر کے درمیان ایک پیالہ سا بنا ہوا تھا جس میں سے آگ کے زرد شعلے اٹھ رہے تھے۔ اس انسان نما بکرے کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کی زبان باہر لٹک رہی تھی اور منہ سے خرخراہٹ کی بھیانک آواز نکل رہی تھی۔ وہ عنبر کی طرف

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھور کر دیکھ رہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بازو جو بڑے بڑے پروں کے نیچے تھے اٹھا رکھے تھے۔

عنبر ایک قدم پیچھے ہٹنے لگا تو اسے محسوس ہوا کہ وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ اس کے پاؤں جیسے زمین نے جکڑ لیے تھے۔ اس نے پورا زور لگا کر وہاں سے دور ہو جانے کی کوشش کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اس نے بولنا چاہا مگر اس کی آواز بھی حلق سے نہ نکل سکی۔ وہ سمجھ گیا کہ اس عجیب و غریب بھیانک مخلوق نے اس پر کوئی جادو کر دیا ہے۔ پھر یہ انسان نما بکرا ایک دم آگ کے اوپر سے پروں کو پھڑپھڑاتا ہوا اٹھا اور الاؤ سے دس فٹ اوپر جا کر اڑتا ہوا، پروں کو ہلاتا ہوا عنبر کے سر کے اوپر آ گیا اور اس نے غوطہ لگا کر عنبر کو اپنی دونوں ٹانگوں سے جکڑ لیا اور اوپر ہی اوپر اٹھنا شروع کر دیا۔ عنبر نے اپنے ہاتھوں سے اس بلا کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے بازو بھی نہیں ہلا سکتا تھا۔ وہ جیسے بالکل پتھر کا ہو گیا تھا۔ انسان نما بکرا عنبر کو لے کر اڑتا ہوا جنگل کے درختوں کے اوپر سے ہو کر پہاڑیوں کی طرف چل دیا۔

عنبر اس کی ٹانگوں میں پھنسا ہوا تھا اور وہ اسے لے کر اڑتا چلا جا رہا تھا۔ عنبر نے نیچے دیکھا۔ اندھیرے میں لے

درخت اور پہاڑیاں چھوٹی چھوٹی دکھائی دینے لگی تھیں۔ عنبر دل میں پریشان تھا کہ یہ کون بلا ہے اور اسے کہاں لیے جا رہی ہے اور وہ اس کے آگے بے بس کیوں ہو گیا ہے؟

یہ عجیب و غریب عفریت جنگلوں اور دریاؤں کو پیچھے چھوڑتا تاروں بھرے آسمان میں اڑا جا رہا تھا۔ پھر عنبر نے دیکھا کہ اس کے نیچے سمندر آ گیا ہے۔ سمندر پر کافی دیر تک اڑتے رہنے کے بعد یہ انسان نما بکرا عفریت سمندر میں ایک چھوٹے سے بے آباد ویران جزیرے کی ایک پہاڑی پر اتر گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ پہاڑی کے درمیان میں ایک گہرے کنوئیں ایسا سوراخ تھا۔ یہ بکرا عفریت اس کنوئیں میں سے نیچے ہی نیچے اترتے ہوئے ایک اندھیرے کشادہ غار میں آ گیا۔ یہاں دیوار میں کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں جن کے آگے لوہے کی سلاخوں والے جنگلے لگے تھے۔ ایک کوٹھڑی کا جنگلا کھلا تھا۔ اور اس کے باہر ایک سیاہ پوش خاموش کھڑا تھا۔ بکرے عفریت نے عنبر کو جھولا دے کر اس کوٹھڑی کے اندر پھینک دیا۔ عنبر کوٹھڑی کے پتھریلے فرش پر گر پڑا۔ گرنے کے ساتھ ہی سیاہ پوش سائے نے کوٹھڑی کا سلاخوں والا دروازہ بند کر دیا اور کوٹھڑی کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آگے ایک مٹی کے پیالے میں آگ جلا کر رکھ دی اور آگے زمین پر اپنے پاؤں سے ایک لکیر کھینچ دی اور غار کے اندھیرے میں غائب ہو گیا۔

بکرا عفریت بھی غار کی چھت کے کنواں نما سوراخ میں سے پھڑ پھڑاتا ہوا باہر نکل گیا۔ عنبر کوٹھڑی میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کا جسم پھر سے حرکت کرنے لگا تھا۔ اس نے سلاخوں کے پاس آکر اسے اکھاڑنے کی کوشش کی تو اسے محسوس ہوا کہ سلاخیں بہت مضبوط ہیں یا اس کی اپنی طاقت کم ہو گئی تھی یا شاید اس آگ کی روشنی کا اثر تھا جو پیالے میں کوٹھڑی کے آگے جل رہی تھی کہ عنبر سلاخوں کو اکھاڑ نہیں سکتا تھا۔

اس کوٹھڑی کا غور سے جائزہ لیا۔ دیواریں پتھر کی تھیں اور یہ کوٹھڑی قدرتی کھوہ کی طرح تھی۔ صرف اس کے آگے لوہے کا جنگلہ لگا دیا گیا تھا۔ عنبر سوچنے لگا کہ یہ بکرا عفریت کون ہے؟ کہیں یہ مردہ جادوگر کا موکل تو نہیں؟ اگر یہی موکل ہے تو کیا اسی نے طرطوش حبشی کو بھی تو اغوا نہیں کیا؟ اگر اسی نے اسے اغوا کیا ہے تو وہ ضرور اسی غار میں کسی جگہ قید ہو گا۔ عنبر یہ سوچ کر پریشان ہو گیا کہ کہیں اس عفریت نے طرطوش سے انتقام لیتے ہوئے اسے

ہلاک نہ کر دیا ہو۔ وہ سلاخوں کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور باہر دیکھنے لگا۔ سیاہ پوش سیاہ غائب ہو چکا تھا۔ غار میں آگ کے شعلوں کی روشنی سامنے والی دیواروں پر پڑ رہی تھی وہاں اس قدر گہرا سناٹا تھا کہ عنبر کو اپنے سانس کی آواز بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔

عنبر نے سیاہ پوش سائے کو کوٹھڑی کے آگے والے پیالے کے پاس زمین پر پاؤں سے لکیر کھینچتے دیکھا تھا۔ ضرور یہ کوئی طلسمی لکیر ہو گی اور اس سے عنبر کو یہاں پابند کر دیا گیا ہو گا۔ عنبر کچھ دیر سلاخوں کے پاس کھڑا باہر نکلنے کی ترکیبوں پر غور کرتا رہا۔ پھر وہ کوٹھڑی میں دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ آخر یہ عفریت اسے اٹھا کر یہاں کس لیے لایا ہے؟ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ اتنا ہی سمجھ سکا کہ یہ بکرا عفریت ضرور مردہ یہودی جادوگر کی موکل ہے اور وہ عنبر اور طرطوش سے اپنے مالک کی موت کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔

عنبر دیر تک خاموش بیٹھا سوچتا رہا۔ رات گزر رہی تھی۔ کوٹھڑی کے آگے پیالے میں آگ جلتے جلتے بجھ گئی اور غار میں چاروں طرف گہری تاریکی چھا گئی۔ اتنے میں عنبر کو کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ کوئی آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی کوٹھڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عنبر سلاخوں کے پاس
آ کر نیچے بیٹھ گیا اور اندھیرے میں جدھر سے آواز آ رہی
تھی اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا۔ اس
نے دیکھا کہ جس طرف سیاہ پوش سایہ غائب ہو گیا تھا۔
اُدھر سے ایک انسانی سایہ جھکا جھکا اس کی کوٹھڑی کی جانب
بڑھ رہا ہے۔ عنبر جلدی سے پیچھے ہٹ گیا اور اپنے آپ کو
اندھیرے میں چھپا لیا۔

یہ انسانی سایہ اس کی کوٹھڑی کے آگے سلاخوں کے پاس
آ کر رُک گیا۔ عنبر کو اب اس سائے کی شکل دکھائی دی۔
یہ ایک عورت تھی جس نے اپنے جسم کو کالے کپڑوں
میں لپیٹ رکھا تھا۔ اس کی زرد آنکھیں اندھیرے میں چیتے
کی آنکھوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس نے اپنے کالے
کپڑوں میں سے ایک چمکتی ہوئی چھوٹی سی گول چاندی کی
چوڑی نکالی اور اور عنبر کی طرف دیکھ کر آواز دی:

"یہاں آؤ۔ ڈرو نہیں۔"

عنبر نے عورت کی آواز سنی تو اسے کچھ حوصلہ ہوا۔ وہ
اٹھ کر سلاخوں کے پاس آ گیا۔ چونکہ اس کی طاقت جادو کے
زور سے کم کر دی گئی تھی اس لیے عنبر بڑی احتیاط سے کام
لے رہا تھا۔ اس نے عورت کو غور سے دیکھا۔ یہ ایک نوجوان

عورت کی شکل تھی جس کا رنگ بھی زرد تھا اور آنکھیں بھی
زرد تھیں۔ اس زرد آنکھوں والی عورت نے چاندی کی چوڑی
عنبر کی طرف بڑھائی اور کہا:

"اسے اپنے بائیں ہاتھ میں پہن لو۔"

عنبر نے سلاخوں میں سے ہاتھ باہر نکال کر چوڑی پکڑی
اور اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی میں پہن لی۔

عنبر نے پوچھا:

"تم کون ہو بہن؟"

اس عورت نے ایک گہرا سانس بھرا اور دائیں بائیں دیکھا۔
پھر عنبر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا:

"میرا نام گالیا ہے جو عفریت تمہیں اٹھا کر یہاں
لایا ہے میں اس کی کنیز ہوں مگر عورت ہوں۔ اس
ظالم نے مجھے بھی اپنے طلسم کے ذریعے یہاں
قید کر رکھا ہے۔ مجھے جب پتہ چلا کہ وہ ایک
اور نوجوان کو اغوا کر کے یہاں لے آیا ہے تو
میں چل کر تمہارے پاس آ گئی۔"

عنبر نے پوچھا: "کیا اس غار میں کوئی حبشی نوجوان
بھی قید ہے؟"

گالیا نے کہا: "ہاں ــــ مگر وہ کل تک اپنی انسانی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زندگی ختم کر کے ایک عفریت بن جائے گا۔ اس کا سر بھی سینگوں والے مینڈھے کا ہو جائے گا اور اس میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ وہ ہواؤں میں اڑتا پھرے گا۔ کوئی اسے مار نہ سکے گا۔ وہ جس کو چاہے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔"

عنبر بولا: "خدا کے لیے کسی طرح مجھے اس کے پاس لے چلو یا اسے میرے پاس لے آؤ۔ کیا تم ہم دونوں کو یہاں سے فرار نہیں کروا سکتیں؟"

گالیا نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہا: "میں جتنی تمہاری مدد کر سکتی تھی کر چکی ہوں۔ یہ چوڑی تمہیں سیاہ پوش شیطان کے کھینچے ہوئے حصار کی لکیر سے بچا لے گی۔ تم اسے پہن کر طلسمی لکیر کو پار کر سکو گے۔ اس کے آگے تمہیں سب کچھ خود ہی کرنا ہو گا۔"

عنبر نے کہا: "کیا تم بھی یہاں سے فرار ہونا نہیں چاہتی ہو گالیا؟"

گالیا نے کہا: "میں فرار ہو بھی گئی تو یہ عفریت میں جہاں بھی ہوں گی وہاں سے پھر اٹھا لائے گا۔ میری قسمت میں یہی لکھا ہے کہ میں اس عفریت کی خدمت کروں اور یہیں مر جاؤں۔"

عنبر نے کہا: "آخر یہ عفریت اور شیطانی سایہ کیا چاہتے ہیں؟"

گالیا بولی: "یہ عفریت اپنے مالک یہودی جادوگر جیکب کا غلام ہے جو مر چکا ہے۔ وہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو ہلاک کر دینا چاہتا تھا۔ وہ مر گیا ہے، لیکن اب اس کا ٹوکل یہ عفریت اس مقصد کو پورا کرنے کے جتن کر رہا ہے۔ اس نے طرطوش حبشی کو اور تمہیں اس لیے اغوا کیا ہے کہ تم دونوں کو باری باری عفریتوں میں تبدیل کر کے مسلمانوں کے ملک میں چھوڑ دے اور تم سے ان سب کا قتل کروائے۔"

عنبر نے کہا: "میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ طرطوش حبشی کس جگہ پر قید ہے؟"

گالیا نے کہا: "یہاں سے دس قدم چلنے کے بعد ایک جگہ سے سیڑھیاں نیچے اترتی ہیں۔ وہاں ایک جگہ دیوار میں آگ جلتی رہتی ہے۔ یہ جادو کی آگ ہے۔ اس دیوار کے سامنے طرطوش حبشی کی گردن میں ایک سانپ ڈال کر لٹا دیا گیا ہے۔ سانپ نے اس کے منہ کے اوپر اپنا پھن اٹھا رکھا ہے۔ طرطوش اگر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہلنے کی کوشش بھی کرے گا تو سانپ اسے فوراً ڈس دے گا اور دیوار میں جلتی جادو کی آگ کے شعلوں اور ان کی چمک اور گرمی نے اپنا طلسمی عمل شروع کر دیا ہے۔ اگر کل رات تک اسے وہاں سے نہ ہٹایا گیا تو وہ عفریت بن جائے گا اور اس قدر خونخوار عفریت ہو گا کہ کسی مسلمان بچے، بوڑھے جوان اور عورت کو زندہ نہ چھوڑے گا۔"

عنبر نے جلدی سے کہا: "اے زرد آنکھوں والی نیک دل گایا! عفریت اس وقت کہاں ہو گا؟ اور اس کی اور اس کے سیاہ پوش شیطان کی کتنی طاقت ہے؟ مجھے ان کے بارے میں بتاؤ۔"

گایا نے کہا: "بکرے کے سر والے عفریت کے پاس جادو کی زبردست طاقت ہے۔ وہ چٹانوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور اس کے سر پر جلتی ہوئی آگ کے شعلے ہر کسی کو جلا کر راکھ کر سکتے ہیں۔ اور کبھی نہیں بجھ سکتے۔ سیاہ پوش شیطان کا سایہ اس کا چیلا ہے اور اس کا جادو اتنا خطرناک ہے کہ وہ سارے غار میں ایک پل میں آگ کے شعلے بھڑکا سکتا ہے اور یہ آگ ان دونوں کو کچھ نہیں

کہتی ہے۔"

عنبر نے پوچھا: "آخر ان کی کوئی تو کمزوری ہو گی۔"

گایا نے کہا: "ان کی کمزوری میں نے لا کر تمہیں دے دی ہے۔ یہ سفید چوڑی جس کی کلائی میں ہو گی اس پر کم از کم ان لوگوں کی آگ کا اثر نہیں ہو گا۔"

عنبر بولا: "پیاری بہن! شاید تم مجھ سے واقف نہیں ہو۔ میں عنبر ہوں اور مجھ پر کسی تیر تلوار اور آگ کا پہلے ہی کوئی اثر نہیں ہوتا۔"

گایا نے چونک کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہنے لگی: "اگر یہ بات ہے تو تمہیں یہ چوڑی طرطوش کے ہاتھ میں ڈالنی ہو گی اور اپنے آپ کو ان عفریتوں کے دوسرے جادو سے بچانا ہو گا جو تمہیں پتھر کا بُت بنا سکتا ہے۔"

اتنے میں خرخراہٹ کی آواز سنائی دی۔ گایا نے سہم کر عنبر کو دیکھا اور کہا:

"سیاہ پوش شیطان آ رہا ہے۔ میں جاتی ہوں۔ اس طلسمی چوڑی کی حفاظت کرنا۔"

گایا تیزی سے غائب ہو گئی۔ عنبر کوٹھڑی میں پیچھے ہٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی سیاہ پوش شیطان آیا اور اس نے جھک کر پیالے کو دیکھا جس کے اندر آگ بجھ چکی تھی۔ سیاہ پوش شیطان نے منہ آگے کر کے پھونک ماری۔ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل کر پیالے میں گرے اور وہاں پھر آگ جلنے لگی۔ سیاہ پوش شیطان خاموشی سے جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی واپس چلا گیا۔

اس کو گئے جب آدھا گھنٹہ گذر گیا تو عنبر اٹھا اور لوہے کی سلاخوں والے دروازے کے پاس آیا اور اس نے سلاخوں کو پکڑ کر ذرا سا زور لگایا تو دو سلاخیں اپنی جگہ سے اکھڑ گئیں۔ عنبر نے دو اور سلاخیں اکھاڑ ڈالیں۔ اب وہ باہر نکل آیا۔ آگ کے پاس طلسمی لکیر اسی طرح کھنچی ہوئی تھی۔ عنبر نے آہستہ سے پاؤں اس کے اوپر رکھ دیا۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ لکیر کو پھاند گیا۔ اور بالکل محفوظ رہا۔ وہ گالیا کے بتائے ہوئے راستے پر تھوڑے قدم چلا ہو گا کہ سامنے سیڑھیاں آگئیں جو نیچے جاتی تھیں۔

گالیا نے یہی جگہ بتائی تھی۔ عنبر سیڑھیاں اُتر گیا نیچے زمین کے اندر ایک تہہ خانہ بنا ہوا تھا جس کی سامنے والی دیوار میں آگ کا الاؤ بھڑک رہا تھا۔ اس کے سامنے زمین

پر طرطوش حبشی بے ہوش پڑا تھا اور اس کے سینے پر ایک بھورے رنگ کا سانپ کنڈلی مار کر پھن اٹھائے بیٹھا تھا۔ سانپ نے ناگ دیوتا کی ہلکی سی بُو محسوس کی جو عنبر کے جسم سے اٹھ رہی تھی۔ وہ بے چین سا ہو کر طرطوش حبشی کے سینے پر پیچھے کو ہٹا تو عنبر نے ٹوٹی پھوٹی سانپ کی زبان میں سانپ سے کہا:

"کیا تم میری تعظیم بجا نہیں لاؤ گے؟ تمہیں ابھی تک احساس نہیں ہوا کہ میں عظیم ناگ دیوتا کا چھوٹا بھائی ہوں؟"

بھورے سانپ نے جو ایک انسان کو سانپ کی زبان میں بات کرتے اور اپنے آپ کو ناگ دیوتا کا بھائی کہتے سنا تو اسے یقین آگیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ کیوں کہ اس کے جسم سے ناگ دیوتا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اور اس خوشبو کو صرف ایک سانپ ہی محسوس کر سکتا تھا۔

وہ تیزی سے طرطوش کے سینے سے اترا اور عنبر کے سامنے آ کر اپنا سر زمین پر رکھ کر بولا:

"عظیم ناگ دیوتا کے عظیم بھائی ـــ مجھے معاف کر دو کہ تمہیں پہچاننے میں دیر لگی۔ مجھے حکم کرو۔ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا: "سب سے پہلے تو اس حبشی نوجوان طرطوش کو ہوش میں لاؤ اور پھر ہمیں اس جادوگر سے باہر نکالو اور آخر میں یہاں کے انسان دشمن عفریت اور سیاہ پوش شیطان کو ہلاک کر دو۔"

سانپ نے کہا: "اے ناگ دیوتا کے عظیم بھائی میں اس حبشی کو ہوش میں لا سکتا ہوں اور تم دونوں کو یہاں سے فرار ہونے کا خفیہ راستہ بھی بتا سکتا ہوں مگر میں اس عفریت اور سیاہ پوش شیطان کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ میری اتنی طاقت نہیں ہے۔ اگر میں نے اس قسم کی کوشش کی تو یہ دونوں مجھے پہلے ہلاک کر ڈالیں گے۔"

عنبر نے کہا: "اچھا تم اس نوجوان کو ہوش میں لاؤ۔"

سانپ بولا: "یہ حبشی نوجوان سامنے دیوار میں جلنے والی آگ کے جادو کی وجہ سے بے ہوش ہے۔ میں پہلے اس آگ کو ٹھنڈا کروں گا۔"

سانپ دیوار کی طرف گیا اور آگ کے سامنے منہ کر کے اس نے اپنا پھن زمین سے کافی اونچا اٹھا لیا اور پھر پھنکار ماری۔ اس کے منہ سے پانی کی ایک پھوار آبشار کی طرح نکل کر آگ پر گری اور آگ بجھ گئی۔ آگ کے بجھتے ہی

طرطوش حبشی کا جسم ہوش میں آنے کے لیے حرکت کرنے لگا۔ عنبر نے اسے ہلایا اور کہا:

"طرطوش جلدی سے اٹھو۔ میں عنبر ہوں۔ تمہیں اس بھوت نگری سے آزاد کرانے کے لیے آیا ہوں۔"

طرطوش حبشی اٹھ کر بیٹھ گیا:

"عنبر تم؟ اُف! یہ میں کہاں آ گیا ہوں۔ وہ کم بخت بھیانک بکرا نما انسانی عفریت کہاں ہے اور یہ سانپ؟ یہ سانپ تو میرے سینے پر بیٹھا ہوا تھا۔"

عنبر نے کہا: "فکر نہ کرو۔ یہ سانپ اب تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ بلکہ یہ ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ بتائے گا۔"

طرطوش بولا: "مگر عنبر — تم یہاں کیسے آ گئے؟ کیا تمہیں بھی یہ بھیانک عفریت جنگل سے اٹھا کر لے آیا تھا؟"

"ہاں — میں تمہاری تلاش میں جنگل میں آیا تو ایک جگہ آگ کا الاؤ روشن تھا اور پھر یہ عفریت اڑتا ہوا آیا اور مجھے یہاں لے آیا۔"

طرطوش نے کہا: "میرا خیال ہے کہ یہ یہودی جادوگر کا موکل ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر بولا: "تمہارا خیال ٹھیک ہے مگر اس وقت ان باتوں کو چھوڑ کر ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔"

طرطوش کہنے لگا: "یہاں سے ہم کیسے نکل سکتے ہیں عنبر؟"

عنبر نے طرطوش کو بتایا کہ یہ سانپ ہماری راہ نمائی کرے گا۔ طرطوش نے حیرانی سے سانپ کی طرف دیکھا اور کہا:

"کیا یہ سانپ ہماری مدد کرے گا؟"

عنبر بولا: "ہاں۔ یہی ہمیں یہاں سے باہر نکلنے کا راستہ دکھائے گا۔"

عنبر نے سانپ سے اس کی زبان میں کہا کہ وہ انہیں غار کے خفیہ راستے تک لے چلے۔ سانپ تہ خانے کی سیڑھیوں پر چڑھ کر باہر غار میں آ گیا۔ عنبر اور طرطوش حبشی اس کے پیچھے پیچھے چلے۔ سانپ غار میں سیدھا چلنے کی بجائے ایک کونے میں پڑے ہوئے بھاری چٹان ایسے پتھر کی طرف آ گیا۔ یہاں پہنچ کر اس نے پتھر کی طرف اپنا منہ کر کے زور سے پھونک ماری۔ اس کی پھونک کی گرمی سے پتھر میں ایک گول شگاف پڑ گیا۔

سانپ نے عنبر سے کہا: "عظیم ناگ کے بھائی۔

یہاں سے باہر نکل جاؤ۔ شگاف کے اندر ایک نہر بہہ رہی ہے جو تمہیں سمندر کے کنارے پہنچا دے گی۔"

عنبر نے طرطوش سے کہا: "میرے دوست یہاں سے ہم نکل چلتے ہیں لیکن تمہیں کسی محفوظ جگہ پر چھوڑ کر مجھے دوبارہ یہاں آنا ہو گا تا کہ اس عفریت اور شیطانی سائے کو ہمیشہ کے لیے ختم کیا جا سکے۔"

سانپ کو عنبر نے رخصت کر دیا اور خود طرطوش کو لے کر شگاف کے اندر جو چھوٹی سی نہر بہہ رہی تھی اس میں اتر گیا۔ نہر کا پانی ان کے گھٹنوں تک آتا تھا۔ وہ نہر میں چلتے چلے گئے۔ ان کے اوپر غار کی چھت تھی جو ان کے سروں سے تھوڑی ہی بلند تھی۔ کئی موڑ گھومنے کے بعد نہر غار سے باہر نکل آئی۔ یہاں یہ نہر ایک سمندری کھاڑی میں گرتی تھی۔

عنبر نے طرطوش سے کہا: "تم اس کھاڑی کے کنارے جنگل میں کسی جگہ چھپ جاؤ۔ میں عفریت کو ختم کر کے ہی آؤں گا۔"

طرطوش کہنے لگا: "تم اسے کیونکر ختم کرو گے؟ وہ تمہیں پہلے کی طرح پھر اپنے جادو میں جکڑ کر قید میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ڈال دے گا۔"

عنبر نے کہا: "میں اس عفریت کی کمزوری پتہ کرنے کی کوشش کروں گا اور پھر اسے اس کی کمزوری ہی سے شکست دوں گا تم جا کر کسی محفوظ جگہ پر چھپ کر میرا انتظار کرو۔"

عنبر نے طرطوش کو رخصت کیا اور خود نہر میں واپس روانہ ہوگیا۔ واپسی پر نہر کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ جیسے نہر میں سیلاب آگیا ہوا تھا۔ جوں جوں عنبر آگے جا رہا تھا پانی میں ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ پانی اس کے سر کے اوپر سے گذر گیا۔ عنبر مر نہیں سکتا تھا۔ ڈوب بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ پانی کے اندر ہی اندر چلا گیا۔ اپنے اندازے کے مطابق وہ غار کے پتھر والے شگاف کی طرف گھوم کر باہر نکل آیا۔

O

آخری خونی فتنہ

عنبر کو صرف ایک ہی خطرہ تھا اور وہ خطرہ یہ تھا کہ کہیں ایک بار پھر وہ کسی جادو یا طلسم میں نہ پھنس جائے۔ کیوں کہ طلسم یا جادو کا عنبر کے پاس کوئی توڑ نہیں تھا۔ اس کے پاس زرد آنکھوں والی پُراسرار عورت کی دی ہوئی چاندی کی چوڑی کے اور کچھ نہیں تھا جس کے بارے میں اسے اتنا یقین نہیں تھا کہ وہ اس کو انسانی بکرے والے عفریت اور سیاہ پوش شیطان کے خطرناک جادو سے بچا سکے گی۔

جونہی عنبر شگاف سے باہر نکلا اسے سامنے زمین پر پڑی سانپ کی لاش کے ٹکڑے نظر آئے۔ سانپ کی غداری ظاہر ہو گئی تھی اور سیاہ پوش شیطان نے اسے مار ڈالا تھا۔ عنبر کو سانپ کی موت پر سخت افسوس ہوا۔ اس نے عنبر کی بڑی مدد کی تھی۔ اس نے سانپ کی لاش کے ٹکڑے اکٹھے کیے اور ایک گڑھا کھود کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دفن کر دیئے۔ اب وہ غار میں چلنے لگا۔ ایک جگہ سے گذرتے ہوئے اسے عورت کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ عنبر چیخ کی طرف لپکا۔ ایک جگہ دیوار میں بھاری پتھر اپنی جگہ سے تھوڑا سا کھسکا ہوا تھا۔ چیخ کی آواز اس پتھر کے پیچھے سے آئی تھی۔ عنبر نے پتھر کو پرے ہٹا دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندر وہی سیاہ پوش شیطان زرد آنکھوں والی عورت کو دیوار کے ساتھ باندھے اس کی آنکھوں میں خنجر چبھونے ہی والا ہے۔

عنبر نے سیاہ پوش شیطان پر چھلانگ لگا دی اور اسے نیچے گرا دیا۔ خنجر اس کے ہاتھ سے نکل کر پرے گر پڑا۔ سیاہ پوش شیطان نے سیاہ لبادے میں سے اپنا ہاتھ نکال کر عنبر کی طرف پھینکا۔ یہ ہاتھ اس کے جسم سے الگ ہو کر ایسے [illegible]انی چمگادڑ کی طرح لپکا اور عنبر کے چہرے سے چمٹ گیا۔ عنبر نے دونوں ہاتھوں کی پوری طاقت لگا کر اسے اپنے چہرے سے نوچ ڈالا اور اس کی انگلیوں کو چیر ڈالا۔ ایک خوفناک چیخ کے ساتھ سیاہ پوش شیطان کے جسم کو آگ لگ گئی اور وہ دیکھتے دیکھتے جل کر بھسم ہو گیا۔

عنبر نے جلدی سے زرد آنکھوں والی عورت کو دیوار

پر سے اتار کر آزاد کیا اور کہا:

"تم بھی یہاں سے فرار ہو جاؤ۔ جلدی کرو۔"

زرد آنکھوں والی عورت نے کہا:

"عنبر! اگر تم میں اتنی طاقت نہ ہوتی اور تم اس سیاہ پوش جادوگر کی انگلیوں کو الگ الگ نہ کر دیتے تو اس کا جادو تمہیں جلا کر راکھ کر دیتا۔ مگر تمہیں بھی میرے ساتھ یہاں سے نکل چلنا ہو گا۔ کیونکہ کبڑے کے سر والا عفریت ان سب کا سردار ہے اور اس کی طاقت اور جادو کا تم بھی مقابلہ نہ کر سکو گے۔"

عنبر نے کہا: "میں اسے سنبھال لوں گا۔ تم جتنی جلدی ہو سکے پیچھے جا کر پتھر کے شگاف میں سے نہر میں داخل ہو کر باہر نکل جاؤ۔ نہر میں پانی بہت آ گیا ہے۔ کیا تم غوطہ لگا سکو گی؟"

زرد آنکھوں والی عورت بولی:

"میں جتنی دیر تک چاہوں پانی کے اندر رہ سکتی ہوں۔ میرے پاس یہی ایک طاقت ہے جو مجھے میرے خاندان کے بزرگوں کی طرف سے ملی ہوئی ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ مگر تمہارا باہر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نکل کر انتظار کروں گی۔"

عنبر نے کہا: "طرطوش حبشی بھی باہر کھاڑی کے جنگل میں کسی جگہ چھپا ہوا ہے۔ تم اس کے پاس چلی جاؤ۔"

زرد آنکھوں والی عورت کو بھی شگاف کے اندر داخل کرنے کے بعد عنبر اس خطرناک عفریت کے سراغ میں نکل کھڑا ہوا جس کے سر کے پیالے میں آگ بھڑک رہی تھی اور جس نے اندلس اور مصر کے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کا عہد کر رکھا تھا۔ عنبر چلتے چلتے واپس غار میں اسی جگہ پر آ گیا جہاں سے ایک گہرے سوراخ کے اندر سے عفریت عنبر کو نیچے لایا تھا۔

یہ سوراخ ایک کنوئیں کی شکل میں اوپر پہاڑی کی چوٹی تک جا رہا تھا۔ سوراخ کافی چوڑا اور گول تھا اور عفریت اس کے اندر بھی نہیں تھا۔ عنبر نے سوچا کہ وہ شاید باہر چلا گیا ہوا ہے۔ اسے اس کا وہیں غار میں کسی جگہ چھپ کر انتظار کرنا چاہیے۔ وہ لوہے کی سلاخوں والی خالی کوٹھڑیوں کے پاس ایک طرف چھپ کر بیٹھ گیا اور عفریت کا انتظار کرنے لگا۔ غار میں اندھیرا گھپ تھا اور وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔

عنبر کو جب وہاں چھپے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو اسے وہی خرخراہٹ کی خون سرد کر دینے والی آواز سنائی دی۔ یہ آواز انسان نما بکرے کی تھی۔ جو اسے جنگل سے اٹھا کر اس ویران آسیبی جزیرے کے غار میں لے آیا تھا۔ آواز میں بے چینی اور غصہ تھا۔ جیسے عفریت کو پتہ چل گیا ہو کہ اس کے ساتھی سیاہ پوش شیطان کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور طرطوش اور عنبر آزاد ہو گئے ہیں۔

عنبر ہوشیار ہو گیا۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں پڑی چوڑی کو غور سے دیکھا۔ جوں جوں عفریت کے سانس کی خرخراہٹ قریب آ رہی تھی چوڑی کا رنگ سفید سے سرخ ہو رہا تھا۔ جب اس چوڑی کا رنگ بالکل سرخ ہو گیا تو وہی بکرے کے سر اور دیو ہیکل پروں والا عفریت اپنی سرخ زبان بار بار لہراتا اور لال آنکھوں سے شعلے برساتا عنبر کے سامنے آ گیا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں دو تیز دھار والی تلواریں تھیں۔ وہ عنبر کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

عنبر پہلے تو ڈر کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اس نے ہمت سے کام لیا اور محسوس کیا کہ اس پر عفریت کے جادو کا اثر زائل ہو چکا ہے اور اس کے اندر پوری طاقت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

موجود ہے۔ عنبر اپنی جگہ پر ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ عفریت
نے ایک چیخ مار کر عنبر پر تلواروں کا وار کیا۔ دونوں تلواروں
میں سے شعلے نکل کر عنبر کے جسم سے ٹکرائے۔ ایک دھماکے
کے ساتھ عنبر کا جسم زمین سے دس فٹ اوپر اچھل گیا۔
مگر وہ نہ تو جل کر راکھ ہوا اور نہ ہی پتھر بنا۔

عنبر کا حوصلہ بڑھ گیا۔ کوئی غیبی طاقت اس عفریت
کے جادو کے خلاف عنبر کی مدد کر رہی تھی۔ عنبر نے اپنی
کلائی کی سرخ چوڑی کو دیکھا۔ اس میں سے نورانی شعاعیں
نکل رہی تھیں اور اس کا رنگ سبز ہو چکا تھا۔ عفریت
نے دوسرا حملہ کیا۔ عنبر نے اس کی دونوں تلواروں کو اس
کے ہاتھوں سے چھین لیا اور جوابی حملہ کر دیا۔ دونوں
تلواریں عفریت کے پیٹ میں دھنس گئیں۔ ایک اور
چیخ بلند ہوئی۔ مگر اس چیخ میں شدید درد اور کرب کا
احساس تھا۔ دونوں تلواریں عنبر کے ہاتھ سے نکل کر عفریت
کے پیٹ میں گڑ چکی تھیں اور عفریت کے سر کے پیالے
میں جلنے والی آگ کے شعلے ایک دم بجھ گئے تھے۔
عفریت نے دونوں بازو اوپر اٹھا لیے اور عنبر پر ایک
اونچے لمبے ستون کی طرح گر پڑا۔

عنبر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ عفریت پتھروں

پر گرا اور پیٹ میں دھنسی ہوئی تلواروں کی نوکیں پیچھے سے
اس کی کمر میں سے باہر نکل آئیں۔ اس عفریت کے حلق سے
ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے کوئی بھینس ڈکرا رہی ہو۔ عنبر
نے ایک تلوار اس کے پیٹ سے کھینچ لی اور اس کے
جسم پر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے بھرپور وار کر کے عفریت کا
سر کاٹ کر الگ کر دیا۔

جونہی اس کا بکرے کے سینگوں والا سر انسانی جسم سے
کٹ کر الگ ہوا غار میں سرخ روشنی کا چمکارا پھیل گیا۔
عنبر کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ایک سیکنڈ کے لیے اسے کچھ
دکھائی نہ دیا اور آنکھوں کے آگے سرخ اندھیرا چھا گیا جب
سرخ اندھیرا دور ہو گیا تو عنبر نے دیکھا کہ غار میں اسی مکار
یہودی جادوگر جیکب کی لاش پڑی تھی جس نے طرطوش کو
دیو پیکر خون خوار لاش میں تبدیل کر دیا تھا۔ یہ یہودی
جادوگر کے موکل کی لاش تھی۔ عنبر کو لاش دیکھ کر بے حد
خوشی ہوئی۔ مسلمانوں پر آنے والی بلا ہمیشہ کے لیے ٹل
گئی تھی اور ان کے خطرناک ترین یہودی دشمن کا خونی فتنہ
ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا تھا۔

عنبر نے یہودی جادوگر کے موکل کی لاش کو تلوار سے
ٹکڑے ٹکڑے کر کے آگ لگا دی اور خود واپس نہر والے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شگاف کی طرف آ گیا۔ شگاف کے اندر بہتی نہر ابھی تک
چڑھی ہوئی تھی اور پانی اب شگاف سے باہر نکل نکل کر
بہہ رہا تھا۔ عنبر نے شگاف کے اندر چھلانگ لگا دی او
پانی کے اندر ہی اندر تیرتا ہوا نہر کے دہانے سے باہر نکل
کھاڑی میں آ گیا۔

اسے بڑی خوشی تھی کہ اس نے ایک بہت بڑی خونخوا
بلا کا کام تمام کر دیا ہے۔ وہ کھاڑی کے کنارے کنارے
چلتا جنگل کی طرف آ گیا جہاں اس نے طرطوش کو چھپنے اور
اس کا انتظار کرنے کے لیے کہا تھا اور جہاں اس نے
زرد آنکھوں والی عورت کو بھی بھیجا تھا اور جس کا نام گالیا
تھا۔

طرطوش اور گالیا ایک درخت پر چھپے ہوئے تھے۔ انہو
نے دور سے عنبر کو آتے دیکھا تو خوشی خوشی درخت سے
اتر کر اس کے پاس آئے۔

عنبر نے انہیں بتایا کہ اس نے سینگوں والی بلا کو قتل
دیا ہے اور جب اس نے کہا کہ اس کی لاش قتل ہونے کے
بعد مردہ یہودی جلیب کی لاش میں بدل گئی تھی تو طرطوش
خوش ہو کر بولا:

"یہی جادوگر جلیب کا موکل تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ

بے گناہ انسانوں کی اس آفت سے جان بچ گئی۔"

زرد آنکھوں والی گالیا نے کہا:

"عنبر! تم نے اس خونی عفریت کو ختم کر کے اتنا
بڑا کام کیا ہے کہ لوگ اس کا اندازہ نہیں کر سکیں گے۔"

عنبر بولا: "گالیا ___ تمہارا شکریہ، مگر اب یہ بتاؤ کہ
اس ویران جزیرے سے کس طرح ملک حبشہ کے
ساحل تک پہنچیں؟ اور یہ بھی کہو کہ تم کہاں جانا
چاہتی ہو؟"

گالیا کہنے لگی: "میں بھی ملک حبشہ جاؤں گی۔ میرا گھر
صبا نام کے شہر میں ہے۔"

طرطوش حبشی نے کہا: "وہ تو ہمارے شہر کو جانے
والی سڑک کے راستے میں ہی پڑتا ہے۔ ہم تمہیں
وہیں چھوڑ دیں گے۔"

عنبر بولا: "مگر اس جزیرے سے کیسے باہر نکلیں؟ یہاں
نہ تو کوئی آبادی ہے اور نہ کوئی کشتی کہیں نظر
آ رہی ہے۔"

طرطوش نے کہا: "کشتی تو ہم بانس کے درخت کاٹ
کر تیار کر سکتے ہیں۔"

عنبر بولا: "مگر پہلے سمندر کے ساتھ ساتھ چل کر ذرا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جائزہ لیں۔ شاید کہیں کوئی پڑی ہوئی کشتی مل جائے۔"

وہ کھاڑی کے کنارے کو چھوڑ کر سمندر کے ساحل کی طرف آ گئے جہاں سمندر کی نیلی نیلی لہریں ریت پر بار بار آ کر واپس پلٹ جاتی تھیں۔ یہ ساحل دور تک پھیلتا چلا گیا تھا اور کہیں کہیں بھورے رنگ کی کٹی پھٹی چٹانیں بھی آ رہی تھیں۔ وہ ساحل کی گیلی ریت پر پھرتے پھراتے آگے چٹانوں کی طرف آ گئے۔ یہاں انہیں ایک پرانی کشتی پتھروں میں پھنسی ہوئی مل گئی۔ کشتی کا پیندا ٹوٹا ہوا تھا۔

طرطوش بولا: "ہم اس کی مرمت کر لیں گے۔"

طرطوش حبشی ایک تجربہ کار محنتی حبشی نوجوان تھا۔ وہ بانس کاٹ کر لایا اور اس نے کشتی کے پیندے کو بھر کے ٹھیک کر دیا۔ رات کے وقت وہ کشتی میں بیٹھ کر سمندر میں حبشہ کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ساری رات اور سارا دن سمندر کی بلند لہروں پر سفر کرنے کے بعد وہ حبشہ کے ساحل پر پہنچ گئے۔ یہ ساحل طرطوش اور گالیا کا جانا پہچانا تھا۔ اب جنگل میں ان کا اپنے شہر کی طرف کا سفر شروع ہو گیا۔ راستے میں طرطوش حبشی نے گالیا سے پوچھ ہی لیا کہ اس کی زرد آنکھیں کیوں ہیں؟ اس نے بتایا کہ بچپن ہی میں اسے ایک زرد آنکھوں والی بلی نے کاٹ

کھایا تھا۔ اس کے بعد جب وہ جوان ہوئی تو اس کی آنکھوں کا رنگ زرد ہو گیا۔

عنبر نے مسکرا کر کہا: "میری ایک دوست ہے اس کی آنکھوں کا رنگ نیلا ہے۔ مگر اسے تو کسی نیلی آنکھوں والی بلی نے نہیں کاٹا تھا گالیا۔"

گالیا نے مسکرا کر کہا: "تو پھر وہ ضرور کسی دوسری دنیا کی رہنے والی ہو گی۔"

عنبر نے چونک کر گالیا کی طرف دیکھا اور سوچنے لگا کہ اس کو کیسے اندازہ ہو گیا کہ کیٹی کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے۔ پھر اس نے سوچا کہ یہ محض اتفاق ہے اور گالیا نے یونہی ایک جملہ کہہ دیا ہے۔ اس نے کوئی خیال نہ کیا اور مسکراتے ہوئے بولا:

"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میری کسی دوست کا تعلق کسی دوسری دنیا سے ہو۔"

گالیا بھی ہنسنے لگی اور بولی:

"تو پھر وہ ضرور ملک روم کی رہنے والی ہو گی۔ کیوں کہ روم کے ملک میں رہنے والی عورتوں کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ میرے شہر کے ایک سوداگر کے پاس روم کی ایک کنیز ہوا کرتی تھی۔ اس کی آنکھیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بھی نیلی تھیں۔

اب عنبر کو یقین آ گیا کہ گالیا نے کیٹی کے بارے میں یونہی اتفاق سے کہہ دیا تھا کہ کیا وہ کسی دوسری دنیا کی بسنے والی ہے۔

جنگل کا سفر کٹتا جا رہا تھا۔ آخر گالیا کا شہر آ گیا۔ یہ شہر پہاڑیوں کے بیچ میں بنا ہوا تھا۔ گالیا نے عنبر اور طرطوش سے اجازت لی۔ مسکرا کر ہاتھ ملائے اور ایک پہاڑی پگ ڈنڈی پر اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

طرطوش نے اس کی طرف دیکھ کر کہا:

"بڑی اچھی لڑکی تھی۔ اسے انسان سے بہت پیار تھا۔"

عنبر نے کہا: "اگر یہ میری مدد نہ کرتی تو شاید ہم اتنی جلدی اس مصیبت کے غار سے باہر نہ نکل سکتے۔"

طرطوش اور عنبر آگے چل پڑے۔ اس کے بعد طرطوش کا بھی گاؤں آ گیا۔ اس کی بوڑھی ماں کا غم کے مارے برا حال ہو رہا تھا۔ بیٹے کو دیکھ کر اس کی اندھیری دنیا پھر سے روشن ہو گئی۔ اس نے طرطوش کو گلے لگا لیا اور عنبر کو دعائیں دیں کہ جس نے اسے اس کا بیٹا ایک بار پھر ملا

دیا تھا۔ عنبر دو روز طرطوش کے گاؤں میں اور رہا۔ پھر طرطوش سے کہنے لگا:

"میرے دوست! اب میں اپنے دوستوں ناگ ماریا اور کیٹی کی جستجو میں یہاں سے کوچ کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے پاس میرا کام اب ختم ہو گیا ہے۔"

طرطوش نے کہا: "میرا دل تو نہیں چاہتا کہ تمہیں اپنے سے جدا کروں۔ تم سے میری دوستی اتنی پکی ہو گئی ہے کہ اب تم سے الگ ہوتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آ جائیں گے۔"

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا: "دوست تو الگ ہوتے ہی رہتے ہیں۔ زندگی اسی کا نام ہے۔ میں لاکھوں دوستوں سے اب تک جدا ہو چکا ہوں۔"

طرطوش بولا: "تمہاری بات اور ہے عنبر۔ تم ایک عظیم انسان ہو۔ میں تو ایک غریب جنگلی ہوں۔ خدا میرے گناہ معاف کرے۔ میں نے بڑے ظلم ڈھائے ہیں لوگوں پر۔"

عنبر نے کہا: "تم نے طرطوش بن کر، انسان کی شکل میں ایسا نہیں کیا، تم پر مکار جادوگر جیکب نے جادو کر رکھا تھا۔ خدا تمہیں ضرور معاف کر دے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب مجھے اجازت دو۔"

طرطوش نے عنبر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کہا،
"تم مجھے بہت یاد آؤ گے دوست عنبر ـــ اگر کبھی تمہارا یا کیٹی، ناگ اور ماریا کا اس ملک سے گذر ہو تو وعدہ کرو تم مجھے ملنے ضرور آؤ گے۔"

عنبر نے کہا، "وعدہ کرتا ہوں۔ اگر زندگی میں پھر کبھی ادھر آنا ہوا تو تمہیں ملنے ضرور آئیں گے اچھا اب اجازت دو۔"

طرطوش نے عنبر کے ہاتھ میں سفید چوڑی دیکھ کر کہا،
"یہ گالیا کی نشانی ابھی تک اپنے پاس رکھے ہوئے ہو؟"

عنبر نے بھی پلٹ کر اپنی کلائی میں پڑی ہوئی چوڑی کو دیکھا جس کا رنگ دوبارا سفید ہو گیا تھا اور کہا،
"ہاں دوست! یہ تو میرے ساتھ ہی آ گئی۔ مجھے گالیا کو واپس کرنی یاد ہی نہیں رہی۔ چلو کوئی بات نہیں۔ اس کی نشانی بن کر یہ سفید چوڑی میرے پاس رہے گی۔ لیکن اگر تمہیں پسند ہے تو تم لے سکتے ہو۔"

"نہیں نہیں دوست ـــ میں اسے لے کر کیا کروں گا۔ گالیا نے یہ تمہیں دی تھی تم ہی اسے اپنے پاس رکھو۔"

عنبر نے طرطوش سے ہاتھ ملایا اور رخصت ہو گیا۔

○

چلیں واپس ناگ ماریا اور کیٹی کی طرف چلتے ہیں۔
ناگ ماریا اور کیٹی صحرا میں سفر کرتے ہوئے اندلس یعنی اس زمانے کے ملک سپین کے دارالحکومت قرطبہ کی طرف جا رہے ہیں جس پر مسلمانوں کی حکومت ہے اور مسلمان اپنی تاریخ کے سنہری دور میں سے گذر رہے ہیں۔ کیٹی سانپ کے روپ میں ہے۔ ایک ایسے سیاہ کالے سانپ کے روپ میں جس کے ماتھے پر سبز رنگ کے ستارے کا نشان ہے اور جس کے بارے میں ناگ نے ماریا کو بتایا ہے کہ اس سانپ پر چاند کی چودھویں رات کو جنون سوار ہو جاتا ہے۔ وہ چاند کے سامنے ڈانس کرنے لگتا ہے اور چاند اسے گم کر کے اپنی کرنوں میں جذب کر لیتا ہے اور دو دن کے بعد کسی ان دیکھی اور انوکھی جگہ پر ظاہر کر کے پھینک دیتا ہے۔ اس نے ماریا کو یہ بھی بتایا تھا کہ اگر کوئی سپیرا اسے چاندنی رات میں پکڑنے کی کوشش کرے تو اسے آگ لگ جاتی ہے اور سپیرا مر جاتا ہے اور سپیرے اس لیے اس سانپ کی تلاش میں رہتے ہیں کہ یہ خفیہ خزانوں کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بارے میں جانتا ہوتا ہے۔ اور جس کے پاس ہو اس کو خزانے تک لے جاتا ہے۔ ماریا نے پوچھا تھا کہ اگر وہ کیٹی کو سانپ کی شکل میں اپنے پاس غائب ہی رکھے تو کیا وہ پھر بھی چاندنی رات میں رقص شروع کر دیگی؟

ناگ نے اسے کہا تھا کہ سبز ستارے والا سانپ جہاں بھی اور جس حالت میں بھی ہو گا چاند کی چودھویں رات کو اس پر چاند کے جادو کا اثر ہونا شروع ہو جائے گا اور وہ چاند کی کرنوں میں رقص کرتا ہوا غائب ہو جائیگا۔

"اگر تم نے اسے غائب کر کے اپنے ہاتھ میں ہی پکڑے رکھنے کی کوشش کی تو چاند کی کرنیں تمہارے سارے جسم کو آگ لگا دیں گی۔ تمہارا جسم سیاہ پڑ جائے گا اور پھر تم کبھی غائب بھی نہ ہو سکو گی۔"

ماریا نے سوال کیا تھا کہ کیا کیٹی کو اس مصیبت سے نجات نہیں دلائی جا سکتی؟

ناگ نے کہا تھا کہ اس کا سب سے پہلا علاج تو یہ ہے کہ کیٹی اپنے دل میں بار بار چٹکی بجانے کا خیال لاتی رہے۔ شاید کسی وقت چٹکی میں اثر پیدا ہو جائے اور وہ سبز ستارے والے خطرناک سانپ سے دوبارا کیٹی بن

جائے۔ دوسرے یہ کہ اسے اپنے جن دوست کو پکار کر آوازیں دیتی رہنی چاہئیں۔ شاید کسی وقت وہ اس کی مدد کو آ جائے۔

"لیکن اگر یہ دونوں طریقے ناکام رہ جاتے ہیں تو پھر شاہ قرطبہ باب عادل کے خزانے میں ایک سلیمانی سانپ کا مہرہ ہے۔ صرف اسی مہرے سے کیٹی کو سانپ کی جون سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔"

صحرا میں رات کو چاند نکلتا ہے مگر ابھی چودھویں رات نہیں آئی تھی۔ ماریا اور ناگ نے کیٹی کو جو سانپ کی شکل میں ماریا کی گردن میں لپٹی ہوئی تھی۔ ابھی تک نہیں بتایا تھا کہ چاند کی چودھویں رات کو اس کے ساتھ کیا گذرنے والی ہے۔ ناگ اور ماریا دونوں چاند کی چودھویں سے پہلے پہلے کیٹی کو اس نئی مصیبت سے نجات دلانا چاہتے تھے۔ ناگ اور ماریا کے کہنے پر کیٹی نے سانپ کی شکل ہی میں دل میں کئی بار چٹکی بجائی مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ اس نے جن دوست کو بھی سانپ ہی کی آواز میں کئی بار بلایا مگر وہ بھی اس کی مدد کو نہ آیا۔

ایک رات ناگ نے ماریا سے کہا کہ وہ ذرا دُور جا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہاں کے کسی سانپ کو بلا کر اس سے کیٹی کی نئی مصیبت کے بارے میں مشورہ کرنے جا رہا ہے۔ سانپ کے روپ میں ہونے کی وجہ سے کیٹی ان دونوں کی انسانی گفتگو نہیں سمجھ سکتی تھی۔ چنانچہ ناگ ماریا سے الگ ہو کر ایک ٹیلے میں چلا گیا۔ ریت کے ٹیلے کے پیچھے جا کر ناگ نے اپنی خاص آواز میں آس پاس کے سانپوں کو پکارا۔

اسی وقت تین سانپ اپنے بلوں سے نکل کر ناگ کے آگے آ کر جھک گئے۔ اور پوچھا کہ عظیم ناگ دیوتا نے انہیں کس خدمت کے لیے بلایا ہے۔ ناگ نے ان سانپوں کو کیٹی کی مصیبت بتائی اور پوچھا کہ کیا کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ جس پر عمل کرنے سے کیٹی چاند کی چودھویں رات چاند کی کرنوں میں غائب ہونے سے بچ جائے۔ تینوں سانپوں میں سے زرد دھاریوں والا ایک بوڑھا سانپ بھی تھا جو اندلس کے اس صحرا میں پچاس برس سے رہ رہا تھا۔ اس نے ناگ کے سامنے سر جھکایا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا! اگر آپ کی بہن کیٹی نے سبز ستارے والے چاند کے متوالے سانپ کی شکل اختیار کر لی ہے تو آپ ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ اسے چاند کی کرنوں سے صرف سلیمانی سانپ کا مہرہ ہی

نجات دلا سکتا ہے جو اس وقت شاہ قرطبہ کے خزانے میں ہے۔"

ناگ نے پوچھا: "کیا کوئی دوسرا علاج نہیں ہے اس مشکل کا؟"

دھاریوں والے سانپ نے کہا:

"اس کے بعد صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ماریا جو غائب ہے وہ سبز ستارے والے سانپ کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھے۔ اس صورت میں سانپ چاند کی چودھویں رات کو غائب رہے گا اور چاند کی پاگل کرنوں میں غائب ہونے سے بچ جائے گا مگر اس صورت میں ماریا کا جسم جل کر سیاہ پڑ جائے گا اور وہ ظاہر ہو جائے گی اور پھر کبھی غائب نہیں ہو سکے گی۔"

ناگ بولا: "یہ تو ایک اور مصیبت بن جائے گی، نہیں — میں ماریا کو آگ کے شعلوں کے سپرد نہیں کر سکتا۔"

دھاری دار سانپ نے کہا: "تو پھر اے عظیم ناگ دیوتا! صرف سلیمانی سانپ کا مہرہ ہی اس مشکل کا حل ہے۔ اگر کسی طرح یہ مہرہ شاہِ قرطبہ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خزانے سے نکال کر لایا جائے اور سبز ستارے والے سانپ کی گردن میں ڈال دیا جائے تو چاند کی کرنوں کا اس پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔"

ناگ بولا: "لیکن سلیمانی سانپ کا مہرہ طلسمی حصار میں ہے۔ اس پر حضرت سلیمانؑ کا اثر ہے اور جو کوئی اسے چھوئے گا اسے آگ لگ جائے گی۔"

دھاری دار سانپ کہنے لگا: "یہ درست ہے عظیم ناگ! لیکن اس سلیمانی مہرے کو قبضے میں کرنے کا ایک طریقہ ہے۔"

"وہ کیا طریقہ ہے؟" ناگ نے پوچھا۔

دھاری دار سانپ نے کہا: "عظیم ناگ دیوتا! شہر قرطبہ کے پاس ایک پرانا تالاب ہے۔ اس تالاب کے کنارے جنگل میں ایک قدیم گرجے کی عمارت ہے۔ جب آسمان پر بادل چھا جاتے ہیں اور آدھی رات کو بارش ہوتی ہے اور طوفانی ہوائیں چلتی ہیں تو اس گرجے میں ایک جلاد کی بدروح آتی ہے۔ اس جلاد نے ایک عیسائی بادشاہ کے حکم پر سات بے گناہ آدمیوں کو گرجے کی چھت پر پھانسی دے دی تھی۔ اب اس جلاد کی روح کو مرنے کے

بعد چین نہیں مل رہا۔ وہ طوفانی راتوں میں اس گرجے میں آکر روتی ہے اور گریہ زاری کرتی ہے اور خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتی ہے۔ اگر تم اس جلاد کی بدروح کی کسی طرح مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ تو وہ سلیمانی مہرے کو قابو میں کرنے کا طریقہ بتا سکتی ہے۔"

ناگ نے کہا: "تمہارا شکریہ! میں کوشش کروں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

تینوں سانپوں نے باری باری سر ریت پر رکھ کر ناگ کو سلام کیا اور واپس چلے گئے۔ ناگ نے ماریا کو جا کر مختصر لفظوں میں دھاری دار سانپ کی تجویز کو بتا دیا۔

ماریا نے کہا: "میں اس جلاد کی بدروح سے بات کروں گی۔"

ناگ بولا: "میں تمہیں یہ خطرہ مول نہیں لینے دوں گا کیوں کہ بدروحوں میں بدی کی طاقت آ جاتی ہے۔ اس سے میں خود بات کروں گا۔"

کیٹی نے دھیمی سانپ کی آواز میں ناگ سے کہا: "ناگ بھیا! تم کہاں چلے گئے تھے اور یہ ماریا سے تم چپکے چپکے کیا بات کر رہے تھے۔ مجھے تمہارے انسانی لفظوں کی آواز آ رہی تھی مگر میں اس کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

معنی نہیں سمجھ رہی تھی۔"

ماریا نے کہا: "ناگ راستے کی سمت کا پتہ لگانے گیا تھا۔ کہ کہیں ہم صحرا میں راستہ تو نہیں بھٹک گئے۔"

ناگ جلدی سے بولا: "ہاں کیٹی بہن! میں یہ دیکھنے گیا تھا کہ ہم ٹھیک راستے پر ہی چل رہے ہیں۔"

کیٹی نے ناگ سے سانپ کی زبان میں کہا:

"ابھی ابھی ماریا نے جو کچھ کہا میری سمجھ میں نہیں آیا مگر تمہاری بات سے پتہ چلا کہ تم راستے کا کھوج لگانے گئے تھے، لیکن ناگ بھیا مجھے وال میں کچھ کالا کالا دکھائی دے رہا ہے۔"

ناگ ہنس پڑا، "ارے کیٹی بہن! تمہیں وہم ہو گیا ہے۔ یہاں نہ کوئی دال ہے اور نہ اس میں کچھ کالا کالا ہے۔"

صحرا میں ان کا سفر جاری رہا۔ ایک دن اور رات اور گزر گئی۔ اب چودھویں رات آ رہی تھی۔ ناگ اور ماریا پریشان تھے۔ جوں جوں دن گزر رہا تھا اور رات قریب آ رہی تھی ناگ اور ماریا زیادہ بے چین ہوتے جا رہے تھے۔ ان کے پاس کیٹی کو بچانے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ابھی قرطبہ ایک دن کے فاصلے پر تھا اور سلیمانی مہرہ جو کیٹی

کو چاند کی مصیبت سے بچا سکتا تھا شاہ قرطبہ کے خزانے میں پڑا تھا جس کو قبضے میں کرنا کوئی آسان بات نہیں تھی۔ ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! اب کیا کر سکتے ہیں ہم؟"

ماریا بولی: "کیا کر سکتے ہیں ناگ بھیا! آج چاند کی چودھویں رات ہو گی اور ہماری سہیلی ہم سے جدا ہو جائے گی۔"

کیٹی نے سانپ کی آواز میں ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیں۔"

ناگ نے کہا: "کچھ نہیں کیٹی — یہ ماریا کہہ رہی تھی کہ ابھی سفر لمبا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ باقی سفر اڑ کر طے کریں۔"

کیٹی کہنے لگی: "ہاں ناگ بھیا یہ خوب رہے گا۔ میں بھی اڑ کر سیر کرنا چاہتی ہوں۔"

ناگ نے دل میں سوچا کہ اس بے چاری کو معلوم ہی نہیں کہ آج رات چاند کی کرنیں اسے اڑا کر لے جائیں گی۔ اس کا دل بھر آیا۔ وہ خاموشی سے سفر کرتے رہے۔ سورج غروب ہو گیا۔ صحرا میں ہلکا ہلکا اندھیرا چھا گیا۔ ناگ اور ماریا کے دل کسی انے والی مصیبت کے خیال سے دھڑکنے لگے تھے۔ ناگ نے ماریا کو خبردار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر دیا تھا کہ جب چاند آسمان پر روشن ہو جائے اور کیٹی اس کی
گردن سے اترنے کی کوشش کرے تو وہ اسے ہرگز نہ روکے کیونکہ
اگر اس نے روکا تو چاند کی کرنیں اسے جلا ڈالیں گی۔

تھوڑی دیر بعد ہی رات ہو گئی اور نیلے آسمان پر چودھویں
رات کا گول چاند روشن ہو گیا۔ چاند کے روشن ہوتے ہی اس کی
چاندنی سارے صحرا میں پھیل گئی اور ماریا کی گردن میں سانپ کی
شکل میں لپٹی ہوئی کیٹی ایک دم سے بے چین ہونے لگی۔ اس
نے ناگ سے اپنی زبان میں کہا:

"ناگ بھیا! میرا دل رقص کرنے کو چاہتا ہے۔ یہ چاندنی
کتنی خوبصورت ہے۔"

○

چاند کے آگے سانپ کا ڈانس

ناگ کا دل اداس ہو گیا۔

وہ سمجھ گیا کہ کیٹی سے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔

نے بھی محسوس کیا کہ کیٹی اس کی گردن سے نیچے کھسکنے
ہے اور پھر کیٹی سانپ کی شکل میں ماریا کی گردن سے
کر نیچے چاندنی سے جگمگاتی ریت پر آ گئی۔

ماریا نے ناگ سے کہا:

"ناگ بھیا! خدا کے لیے کچھ کر سکتے ہو تو کرو
کیٹی ہم سے الگ ہو رہی ہے۔ خدا جانے چاند
کی کرنیں اسے اپنے اندر جذب کر کے کہاں
پھینک دیں۔"

ناگ نے اداس آواز میں کہا: "ماریا بہن! اگر میں
کچھ کر سکتا تو یوں خاموش نہ کھڑا ہوتا۔ افسوس
میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

ٹی نے سانپ کی شکل میں اپنا پھن اٹھا کر آسمان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پر چمکتے ہوئے پورے چاند کی طرف کر دیا تھا۔ وہ
پر کنڈلی مار کر بیٹھ گئی۔ اس نے گھومنا شروع کیا اور
لہرا لہرا کر یوں رقص کرنے لگی جیسے کوئی سانپ بین
بجاتے سپیرے کے آگے ڈانس کرتا ہے۔ ناگ اور
بے بسی کے ساتھ کیٹی کو صحرا کی چاندنی میں رقص کر
دیکھ رہے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ اس وقت اس
سارے جسم پر چاند کا قبضہ ہے اور اگر کوئی اسے
لگائے گا تو آگ میں جل کر راکھ ہو جائے گا اور تھوڑی
بعد چاند کی کرنیں اسے اپنے اندر جذب کر کے غائب
دیں گی۔

وہ دونوں خاموش کھڑے کیٹی کو بے خودی کے
میں رقص کرتے دیکھ رہے تھے اور اسے چاند کے
بچانے کے لیے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔

ماریا نے روہانسی آواز میں کہا:

"ناگ بھیا! مجھ سے یہ سب کچھ نہیں دیکھا جا
ناگ نے کہا: "کاش اس وقت کیٹی کا جن دوست
اس کی مدد کو آ جاتا۔"

لیکن جن دوست اس وقت خدا جانے کہاں
سانپ کی شکل میں پاگلوں کی طرح رقص میں گم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لہرا لہرا کر سانپ کی طرف جاتی اور اپنا پھن یوں اُٹھا لیتی جیسے چاند کے پاس جانا چاہتی ہو اور کبھی ریت پر گھومنے اور تڑپنے لگتی جیسے اسے دُکھ ہو کہ وہ چاند کے پاس کیوں نہیں جا سکتی۔ ماریا اور ناگ پریشان نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

پھر وہی ہوا جس کا انہیں ڈر تھا اور جس کا وہ انتظار کر رہے تھے۔ کیٹی نے ناچتے ناچتے اپنا پھن ایک بار چاند کی طرف اٹھایا اور اپنی دُم پر بالکل سیدھی کھڑی ہو گئی۔ زمین میں سے روشنی کا ایک گولہ سا نکل کر تیزی سے نیچے آیا اور اس نے کیٹی کو اپنے اندر گم کر لیا۔ اور پھر جب روشنی کا یہ گولہ غائب ہوا تو اس کے ساتھ ہی کیٹی بھی غائب ہو چکی تھی۔ ماریا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے آنسوؤں بھری آواز میں کہا:

"ناگ! ہم نے اپنے کسی ساتھی کو اتنی بے بسی سے رخصت نہیں کیا کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے غائب ہو جائے اور ہم کچھ بھی نہ کر سکتے ہوں۔"

ناگ بولا: "ماریا بہن! اب ہمیں حوصلے اور ہمت سے کام لیتے ہوئے سلیمانی مہرے کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہو گی تاکہ ہم کیٹی کو ڈھونڈ کر واپس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

لائیں اور مہرہ اس کے گلے میں ڈال کر اسے ہمیشہ کے لیے چاند کی مصیبت سے نجات دلا سکیں۔ آؤ قرطبہ کی طرف چلتے ہیں؟

اور انہوں نے چاندنی رات میں صحرا میں اپنا سفر دوبارہ شروع کر دیا۔ ایک رات اور ایک دن مزید سفر کرنے کے بعد وہ قرطبہ میں پہنچ گئے۔

ناگ نے ماریا سے کہا: "ہمیں کسی کارواں سرائے جا کر ٹھہرنا چاہیے اور بارش والی طوفانی رات کا انتظار کریں گے تا کہ تالاب والے پرانے گرجے میں جا کر جلاد کی بدروح سے ملاقات کر کے سلیمانی مہرے کو حاصل کرنے کا طریقہ دریافت کیا جائے۔"

ماریا نے کہا: "خدا کرے کہ کیٹی خیریت سے ہو۔"

ناگ بولا: "ابھی دو دن چاند کی کرنیں اسے اپنے اندر ہی جذب رکھیں گی۔ اس کے بعد وہ اسے نہ معلوم کس مقام پر سانپ ہی کی شکل میں پھینک دیں گی اور وہاں سے پھر چودھویں رات کو یہی ڈرامہ پھر سے شروع ہو جائے گا۔"

ماریا کہنے لگی: "ہم سلیمانی مہرہ جلدی سے جلدی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ کیٹی کو تلاش کر کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی گردن میں ڈال کر اسے اس نئی مصیبت سے نجات دلائیں۔"

"ایسا ہی ہو گا۔ آؤ اب کسی کارواں سرائے میں جلتے ہیں، تم میرے ساتھ ہی رہنا۔"

ماریا نے کہا: "تمہارے پاس یہاں کا سکہ ہے ناگ؟"

ناگ بولا: "ہاں۔ کچھ سونے کے سکے میرے پاس باقی رہ گئے ہیں، انہیں کام میں لائیں گے۔"

سہ پہر کا وقت تھا، موسم خوشگوار ہو گیا تھا۔ دھوپ پھیکی پڑنے لگی تھی۔ قرطبہ کے شہر میں بڑی رونق تھی۔ لوگ گھوڑوں پر سوار اور پیدل آ جا رہے تھے۔ پردہ دار عورتیں پالکیوں میں سوار ہو کر اپنے گھروں اور حویلیوں کو واپس جا رہی تھیں۔ یہ پالکیاں افریقہ کے سیاہ غلاموں نے اٹھا رکھی تھیں۔ ناگ بازاروں میں پیدل چل رہا تھا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی اور ناگ کو اس کی خوشبو آ رہی تھی۔ قرطبہ شہر کی ایک سرائے ایک گلی کے اندر تھی۔ ناگ نے یہاں ایک کمرہ لے لیا۔ ماریا نے کہا:

"ناگ بھیا! آسمان تو بالکل صاف ہے۔ خدا جانے بادل کب چھائیں گے۔ کب طوفانی بارش ہو گی رات کے وقت۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا: "بہرحال ہمیں اس طوفانی رات کا انتظار کرنا ہوگا۔"

ماریا کہنے لگی: "تم سرائے میں ٹھہرو، میں ذرا اس شہر کی سیر کر آؤں۔"

ناگ بولا: "زیادہ دُور نہ جانا۔ پہلے ہی کیٹی ہم سے جدا ہو گئی ہے۔"

ماریا نے کہا: "فکر نہ کرو بھیا! میں کوئی نادان نہیں ہوں۔ بس ان گلیوں، بازاروں کی تھوڑی سی سیر کر کے شام ہونے سے پہلے ہی واپس آ جاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا سرائے سے باہر نکل آئی اور گلی میں سے گزرتی بازار میں آ گئی۔ بازار میں لوگوں کی بڑی رونق اور چہل پہل تھی۔ دکانیں کھلی تھیں۔ لوگ خرید و فروخت کر رہے تھے۔ ماریا دکانوں کو دیکھتی ہوئی آگے چلی جا رہی تھی۔ ایک جگہ بازار میں سے ایک گلی اندر کو جاتی تھی جو چھتی ہوئی تھی۔ یعنی اس گلی کے اوپر چھت پڑی تھی اور دکانداروں نے اپنی دکانوں میں کہیں کہیں شمعیں روشن کر رکھی تھیں۔ ماریا نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اپنے گھوڑے پر چلا جا رہا ہے اور اس نے گھوڑے پر اپنے آگے ایک عورت کو لٹا رکھا ہے جو بے ہوش ہے۔ ایک آدمی نے گھوڑ سوار سے

پوچھا کہ کیا بات ہے اس عورت کو کیا ہوا ہے؟ گھوڑ سوار نے بڑا غمگین چہرہ بنا کر کہا:

"بھائی یہ میری بیوی ہے۔ اس کے پیٹ میں درد ہے جس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئی ہے۔ حکیم کو دکھانے جا رہا ہوں۔"

ماریا کو شک سا پڑ گیا۔ کیوں کہ قریب جانے پر ماریا نے دیکھا کہ عورت آہستہ آہستہ کراہ رہی تھی اور اس کے ہونٹوں سے بڑی ہی مدھم آواز میں یہ لفظ نکل رہے تھے۔

"مجھے چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔"

یہ الفاظ ماریا نے اس بے ہوش عورت کے ہونٹوں کے پاس کان لے جا کر سُنا تھا۔ دوسرا کوئی آدمی یہ الفاظ نہیں سُن سکتا تھا۔ ماریا اس گھوڑ سوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔ گھوڑ سوار چھتی ہوئی گلی میں ایک طرف گھوم گیا۔ یہاں اس نے ایک مکان کے بڑے دروازے کے آگے جا کر گھوڑے کو روکا۔ نیچے اتر کر گھوڑے کی باگ سے پکڑ کر مکان کی ڈیوڑھی میں لے گیا۔ دروازہ بند کیا اور نیم بے ہوش عورت کو کاندھے پر اٹھایا اور مکان کی سیڑھیاں چڑھتا چوبارے کے ایک بند کمرے میں لے جا کر اسے قالین پر ڈال دیا۔ پھر پانی کے چھینٹے عورت کے منہ پر مارے۔ عورت

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو ہوش آ گیا۔ اس آدمی نے اپنی جیب سے خنجر نکال لیا اور بولا:

"زرینہ! تم جانتی ہو۔ میں تمہیں بے ہوش کر کے یہاں کس لیے لایا ہوں؟"

اس عورت نے جس کا نام زرینہ تھا اپنا بوجھل سر اوپر اٹھایا۔ کمرے میں ایک شمع جل رہی تھی۔ کھڑکیوں پر بھاری پردے پڑے تھے۔ اس عورت نے اپنے دشمن کے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہنے لگی:

"جابر مجھے معاف کر دو اور اپنے بچوں کے پاس واپس جانے دو مجھے قتل نہ کرو۔ میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔"

اس آدمی کا نام جابر تھا۔ خنجر کی دھار پر انگلی پھیرتے ہوئے بولا:

"اگر تم مجھے یہ بتا دو کہ تمہارے دادا نے خاندانی جواہرات کا صندوقچہ کس جگہ دفن کیا ہوا ہے تو میں تمہیں ابھی آزاد کر دوں گا۔"

زرینہ نے کہا: "میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں اسی

غریبی میں رہ کر اپنے یتیم بچوں کی پرورش نہ کرتی میں سب سے پہلے اپنے خاوند کو بتاتی، لیکن وہ بے چارہ تپ دق میں مر گیا۔ میرے پاس اس کا علاج کرانے کے لیے بھی پیسے نہ تھے۔"

جابر نے گرج کر کہا: "تم بکواس کرتی ہو۔ تم نے اپنے دادا کا جواہرات کا صندوقچہ اپنے پاس کہیں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ تم نے اس کے بارے میں اپنے خاوند کو بھی کچھ نہیں بتایا۔ تم اس خزانے کو اپنے بچوں کے حوالے کرنا چاہتی ہو۔ میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ مجھے بتاؤ تم نے اپنے دادا کے خزانے کو کس جگہ چھپایا ہوا ہے؟"

زرینہ رونے لگی: "خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو، میں تمہارے پاؤں پڑتی ہوں۔ میرے بچوں پر رحم کرو، میرے دادا نے مجھے کبھی اپنے خفیہ جواہرات کے صندوقچے کے بارے میں نہیں بتایا۔"

جابر نے زرینہ کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ ڈالے اور خنجر اس کی آنکھوں کے قریب لے جا کر لہرایا:

"زرینہ! میں تمہیں آخری موقع دے رہا ہوں۔ سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ بتاؤ۔ جواہرات کا صندوقچہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہاں ہے؟"

زرینہ نے سسکیاں بھرتے ہوئے کہا:

"میں کچھ نہیں جانتی۔ مجھے معلوم نہیں میں قسم کھاتی ہوں۔ مجھ پر رحم کرو۔ میرے یتیم بچوں پر رحم کرو۔"

ماریا اسی کمرے میں کھڑی یہ سارا دردناک ڈرامہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے زرینہ کی حالت پر رحم آ رہا تھا اور جابر کی سنگ دلی پر سخت غصہ آ رہا تھا۔ یہ ایک لالچی اور ظالم شخص تھا جو محض جواہرات کے ایک صندوقچے کے لیے ایک بیوہ عورت کو قتل کر کے اس کے بچوں کو ماں کی ممتا سے ہمیشہ کے لیے محروم کرنے والا تھا۔

جب زرینہ نے آخری بار بھی کہہ دیا کہ وہ جواہرات کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تو جابر نے خنجر کی نوک زرینہ کی گردن پر رکھ دی اور کہا:

"مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ زرینہ ــــ یہ تمہارے آخری سانس ہیں۔ اپنے بچوں کو آخری بار یاد کر لو۔"

اس سے پہلے کہ وہ ظالم انسان ایک بے گناہ بیوہ عورت کی گردن میں خنجر مارتا اسے کسی نے پیچھے سے کھینچ کر فرش پر پھینک دیا۔ جابر ہڑبڑا کر اٹھا۔ پھٹی

ہوئی آنکھوں سے اپنے پیچھے دیکھنے لگا کہ یہ اسے کس نے پیچھے کی طرف کھینچ لیا تھا۔ مگر وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کا خنجر دور جا گرا تھا۔ اس نے لپک کر خنجر کو پکڑ لیا اور زرینہ پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ ماریا نے دوسری بار اس کی گردن پر ایک ہاتھ مارا۔

جابر دوسری بار گر پڑا۔ وہ اٹھنے ہی والا تھا کہ ماریا نے اس کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ دیا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ زرینہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں کے سامنے جابر قالین پر سیدھا پڑا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اور اس کی سانس خرخراہٹ کی آوازیں بدل گئی تھیں۔ وہ سمجھی کہ اس پر کوئی دورہ پڑ گیا ہے اور خدا نے اس کی عین وقت پر میری جان بچا لی ہے۔ جابر حیران تھا کہ اس کی گردن پر کس نے اپنا بھاری بھر کم پاؤں رکھ دیا ہے کہ جس کو نہ وہ تو دیکھ سکتا ہے اور نہ اس کے نیچے سے نکل سکتا ہے۔ ماریا کا پاؤں اس کی گردن کی شہ رگ کے عین اوپر تھا۔

یہ پاؤں ایک ہاتھی کا پاؤں تھا اور اس کے بوجھ تلے جابر کا دم گھٹ رہا تھا۔ زرینہ کے دیکھتے دیکھتے جابر نے آخری ہچکی لی اور اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔ ماریا نے اپنا پاؤں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کی گردن سے اٹھا لیا۔ ایک قاتل اور ظالم انسان اپنے انجام کو پہنچ چکا تھا۔ ماریا زرینہ سے کوئی بات کر کے اسے خوفزدہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ خاموش کھڑی رہی۔

زرینہ نے جب دیکھا کہ جابر کو جو دورہ پڑا تھا اس کی وجہ سے وہ مرگیا ہے تو اس نے کوشش کر کے اپنے ہاتھ کی رسیاں کھول دیں پھر پاؤں بھی کھول ڈالے اور چادر اوڑھ کر سیڑھیاں اترتی مکان سے نکل کر گلی میں آ گئی۔ گلی میں شام کی تاریکی پھیل چکی تھی اور دور گلی کے موڑ پر ایک شمع جل رہی تھی۔

زرینہ نے جابر کے گھوڑے کو ہاتھ بھی نہ لگایا اور جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ وہ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ زرینہ واقعی سچی ہے اور اپنے بچوں کے پاس ہی جاتی ہے کہ کسی دوسری جگہ پر جا کر جواہرات کا خفیہ صندوقچہ نکالتی ہے۔ زرینہ بازاروں اور گلیوں میں سے گزرتی شہر سے باہر ایک پرانی بستی کے کونے والے مکان میں داخل ہو گئی۔ ماریا بھی اس کے ساتھ ہی اندر چلی گئی۔

ماریا نے دیکھا کہ یہ ایک ٹوٹا پھوٹا غریب عورت کا مکان تھا اور دو بچے چارپائی پر بیٹھے بھوک سے بلک رہے تھے۔

زرینہ نے جاتے ہی انہیں اپنے سینے سے لگا لیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی:

"میرے بچو! میرے جگر کے ٹکڑو! میں تمہیں کہاں سے کچھ کھانے کو لا کر دوں۔ میرے پاس تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔"

وہ دیر تک بھوکے بچوں کو سینے سے چمٹائے روتی رہی۔ ماریا کے دل پر بڑا اثر ہوا۔ یہ عورت سچی تھی۔ اس کے پاس اپنے دادا کا خزانہ ہوتا تو اس کے بچے یوں بھوک سے نہ بلکتے۔ ماریا نے اس عورت کی مدد کا فیصلہ کر لیا اور مکان سے باہر نکل آئی۔ وہ سیدھی ناگ کے پاس گئی اور اسے سارا قصہ سنایا۔

ناگ مسکرایا اور بولا:

"تم مجھے حاتم طائی کی بیٹی لگتی ہو۔ اب تم اس عورت کی کس طرح مدد کرنا چاہتی ہو۔ جاؤ کسی دکان سے کھانے پینے کی عمدہ چیزیں اٹھا کر اس کے بچوں کو دے دو۔ تمہیں کوئی دیکھتا تھوڑی ہے۔"

ماریا نے کہا: "تم جانتے ہو کہ میں چوری کے سخت خلاف ہوں اور میں نے کبھی کوئی چیز چوری نہیں کی۔ میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے کسی سانپ کی مدد سے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کچھ دولت حاصل کر کے مجھے دو تاکہ میں اس عورت کی مدد کروں اور وہ باقی ساری زندگی خوش حال رہ کر اپنے بچوں کی پرورش کر سکے۔"

ناگ بولا: "اچھا خیال ہے۔ تو پھر ایسا کرو کہ یہ میری انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہن کر اس شہر کے کسی ویران کھنڈروں والے علاقے میں چلی جاؤ۔ وہاں کسی بھی سانپ کو آواز دو۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔"

ماریا بولی: "تم کیوں میرے ساتھ نہیں چلتے؟"

ناگ نے کہا: "ارے بابا میرے جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ میری انگوٹھی ہی کافی ہے۔ سانپ اس انگوٹھی کی وجہ سے تمہاری بات بھی سمجھ جائیں گے اور تمہاری ہر طرح سے مدد بھی کریں گے۔"

"مگر تم خود کیوں نہیں میرے ساتھ چلتے؟"

ناگ مسکراتے ہوئے بولا: "بات یہ ہے ماریا کہ سرائے میں ابھی ایک داستان گو آیا ہے جو لوگوں کو کہانیاں سنانے والا ہے۔ میں کہانیاں سننا چاہتا ہوں۔"

ماریا نے جھنجھلا کر کہا: "اف توبہ! تمہیں یہ کہانی سننے کا شوق کہاں سے آ گیا آج؟ اچھا۔ میں اکیلی ہی جاتی ہوں۔"

ماریا سرائے سے نکل کر شہر کے پرانے کھنڈروں کی طرف چل پڑی۔ ناگ کی انگوٹھی اس نے اپنی انگلی میں پہن رکھی تھی۔ ایک ٹوٹے پھوٹے کھنڈر میں جاتے ہی اس نے آواز دی: "میں عظیم ناگ دیوتا کی بہن ہوں۔ اس نے مجھے اپنی خاص انگوٹھی دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اگر تم یہاں ہو تو اپنے بل سے نکل کر میرے سامنے آؤ۔"

کھنڈر میں اندھیرا تھا۔ جگہ جگہ جنگلی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں ماریا کی آواز پر ایک جھاڑی میں سے ایک موٹا تازہ سانپ نکل کر ماریا کے سامنے آ گیا۔ اس کی سرخ آنکھیں اندھیرے میں عقیق کی طرح چمک رہی تھیں۔ ماریا حیران ہوئی کہ وہ اس کی انسانی زبان سمجھ رہا تھا اور اس کے جسم سے بھی آواز کی جو لہریں اٹھ رہی تھیں وہ ماریا کے کانوں میں آتے ہی الفاظ کی شکل اختیار کر لیتی تھیں۔

سانپ نے کہا: "عظیم ناگ دیوتا کی عظیم بہن! حکم کرو۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

ماریا نے کہا: "اگر اس کھنڈر کے نیچے کوئی خفیہ خزانہ موجود ہے تو وہ لا کر مجھے دے دو۔ میں صرف یہی خزانہ لینے تمہارے پاس آئی ہوں۔"

سانپ نے کہا: "عظیم بہن! اس کھنڈر کے نیچے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اتنا بڑا خزانہ ہے کہ اسے اٹھا کر لے جانے کے لیے پانچ سو خچروں کی ضرورت ہوگی۔"

ماریا سانپ کا منہ تکنے لگی۔ کس قدر ویران کھنڈر تھا اور کتنا بڑا خزانہ اس کے نیچے دفن تھا۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی کہ جس جگہ کو وہ ویران سمجھ رہے ہیں اس کے اندر سات بادشاہوں کا خزانہ دبا ہوا ہے۔ اتنے خزانے کی ماریا کو ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس نے کہا:

"تم ایسا کرو کہ خزانے میں جاؤ اور کسی تھیلے میں خزانے کے قیمتی ہیرے جواہرات کو بھر کر لے آؤ۔ بس اس قدر دولت ہی کافی رہے گی۔"

سانپ نے ادب سے کہا: "جو حکم عظیم بہن! میں ابھی لاتا ہوں۔"

ماریا کھنڈر میں جھاڑیوں کے پاس بیٹھ گئی اور سانپ خزانہ لانے کے لیے جھاڑیوں میں جا کر غائب ہو گیا۔ سانپ کو گئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ ماریا کو آدمیوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے گھوم کر دیکھا کہ دو آدمی جو شکل صورت سے ہی لٹیرے لگتے تھے اور جنہوں نے تلواریں لٹکا رکھی تھیں دبے دبے قدم اٹھاتے جہاں ماریا بیٹھی تھی وہاں

نے کہا:

"یہی جگہ ہے جو مجھے بتائی گئی تھی۔ اسی جگہ خزانہ ہے۔"

دوسرا لٹیرا دانت نکال کر بولا:

"سور کی اولاد! اگر تم نے جھوٹ بولا تو تمہاری گردن اتار دوں گا۔"

پہلا لٹیرا کہنے لگا: "سردار! میرا نجومی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اس نے حساب لگا کر یہی جگہ بتائی تھی۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ لوگ بھی اس خزانے کی تلاش میں آئے ہیں۔ وہ خاموش بیٹھی رہی۔ اتنے میں کسی شے کے لڑھکنے کی آواز سنائی دی۔ دونوں لٹیرے چوکنے ہو گئے۔ انہوں نے مشعل کی روشنی میں دیکھا کہ ایک سانپ اپنے منہ میں چمڑے کا تھیلا دبائے اسے زمین پر لڑھکاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ وہ ششدر سے ہو کر سانپ کو تکنے لگے اور پھر ایک لٹیرے نے کہا:

"سردار! یہ خزانے کا سانپ لگتا ہے۔ اسے مار ڈالو۔ شاید اس کے تھیلے میں جواہرات ہیں۔"

اور اس سے پہلے کہ ماریا اٹھ کر سانپ کو بچانے کی کوشش کرتی ایک لٹیرے نے سانپ پر تلوار پھینکی۔ تلوار سانپ کو تو نہ لگی مگر وہ تھیلا چھوڑ کر کسی طرف چھپ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں لیٹرے جلدی سے تھیلے کے پاس گئے۔ اسے کھولا
تو اندر سے سرخ عقیق، جواہرات اور ہیرے نکل آئے۔
لیٹروں کی تو آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ وہ خوشی سے اچھل
پڑے۔

"خزانہ اسی جگہ ہے۔ اسی جگہ ہے۔ اس تھیلے کو
میں سنبھالتا ہوں تم سانپ کو تلاش کرو۔"

دوسرا بولا۔ "سردار! سانپ ہے بھاگ گیا ہے۔ یہ
تھیلا لے کر یہاں سے بھاگ چلو۔ خزانے کا سانپ
پھر حملہ کرے گا۔"

"اے بکواس بند کرو۔ جاؤ سانپ کو تلاش کرو۔ میں سارا
خزانہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

دوسرا لیٹرا ایک قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ اس کے عقب
سے چھ بڑے بڑے سانپ اپنے پھن اٹھائے پھنکارتے
ہوئے جھاڑیوں سے نکلے اور انہوں نے اچھل کر دونوں
لیٹروں کی گردنوں کو جکڑ لیا۔ دونوں لیٹرے زمین پر گر پڑے
اور تلواروں سے سانپوں کو ہلاک کرنے ہی والے تھے کہ
دو سانپوں نے ان کے ہاتھوں پر ڈس دیا۔

خدا جانے ان سانپوں کے زہر میں کس قدر اثر تھا کہ
ڈسنے کے ساتھ ہی دونوں لیٹروں کے جسموں سے چنگاریاں

سی پھوٹنے لگ پڑیں اور وہ زمین پر تڑپنے لگ گئے۔ ان کے جسم ساکت پتھروں کی طرح ہو کر اکڑ گئے اور پھر آنکھیں گھل کر اپنے سوراخوں سے باہر آگئیں۔ ماریا خاموش کھڑی یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی جب دونوں لیٹرے مر گئے تو سانپوں نے سارے ہیرے موتی اپنے منہ سے اٹھا اٹھا کر تھیلے میں ڈال کر اسے بند کر کے جھاڑیوں کے قریب رکھ دیا اور خود جدھر سے آئے تھے ادھر کو ہی چلے گئے۔

اب وہی سانپ نمودار ہوا۔ اس نے ماریا کے قریب آ کر کہا:

"عظیم بہن! یہ دنیا دار لالچی انسان خزانے کی تلاش میں آتے ہیں اور اسی طرح ہلاک کر دیئے جاتے ہیں یہ تھیلا تمہاری امانت ہے۔ اسے اٹھا لو۔ اگر کوئی اور بھی خدمت ہو تو ہمیں حکم کرو۔"

ماریا نے کہا: "شکریہ میرے دوست! مجھے اس سے زیادہ کچھ نہیں چاہیے۔"

سانپ سلام کر کے جھاڑیوں میں واپس چلا گیا۔ ماریا نے ہیرے جواہرات والا تھیلا اٹھا لیا۔ تھیلا اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا۔ ماریا شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ شہر کے ایک بازار میں سے گذرتے ہوئے ماریا ایک

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نانبائی کی دکان پر کھڑی ہو گئی۔ نانبائی گرم گرم قیمے کے نان نکال رہا تھا اور تلی ہوئی مچھلی اور بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے اس کے تھال میں پڑے تھے۔ گاہک کھڑے خرید رہے تھے۔ ماریا نے دکاندار کے قریب سے ایک ٹوکری اٹھا لی اور اس میں چھ سات گرم گرم قیمے کے نان رکھ لیے۔ تھال میں سے مچھلی کے ٹکڑے اٹھا کر بھی ساتھ رکھے اور دوسرے تھال میں سے بھنا ہوا گوشت اٹھانے لگی کہ ایسا اتفاق ہو گیا کہ جس گوشت کے ٹکڑے کو وہ اٹھانے والی تھی وہی ٹکڑا ایک گاہک نے پسند کر کے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اب حالت یہ تھی کہ ایک طرف سے گاہک نے گوشت کے ٹکڑے کو پکڑ رکھا تھا اور دوسری طرف سے ماریا نے اسے پکڑ لیا تھا جونہی گاہک نے ٹکڑا اپنی طرف کھینچا وہ اس کے ہاتھ سے غائب ہو گیا۔ گاہک ہکا بکا سا ہو گیا۔

نانبائی نے بھی اس کے ہاتھ سے ٹکڑے کو غائب ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ چلا اٹھا:

"تم کوئی جادوگر ہو۔ تم میری دکان کا سارا گوشت غائب کر دو گے، پکڑو۔ اسے پکڑ لو۔"

گاہک نے کہا: "بھائی یقین کرو۔ مجھے خود معلوم نہیں

کہ گوشت کیسے غائب ہو گیا۔ میں کوئی جادوگر نہیں ہوں۔"

مگر نانبائی نے شور مچا دیا: "خدایا — میرے قیمے کے چھ نان بھی غائب ہیں۔ اسے پکڑ لو۔ اسے سپاہیوں کے حوالے کر دو۔ یہ چور ہے۔ یہ چور ہے۔"

گاہک بے چارہ کوئی شریف آدمی تھا۔ وہ تو گھبرا گیا۔ ماریا جانتی تھی کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ لوگ دکان کے گرد جمع ہو گئے۔ ایک موٹی توند والا سپاہی بھی آ گیا۔

"کیا شور مچا رکھا ہے تم لوگوں نے؟"

نانبائی نے سارا قصہ سپاہی کو سنا ڈالا اور کہا کہ یہ گاہک کوئی جادوگر ہے۔ کوئی چور ہے۔ میرے چھ نان اور گوشت کا بڑا ٹکڑا اڑا کر لے گیا ہے۔ سپاہی نے اس گاہک کو گردن سے پکڑ لیا۔

"بدبخت! چوری کرتے ہو۔ دن کے وقت چوری کرتے ہو۔ چلو کوتوال کے پاس۔"

گاہک بے چارہ بار بار کہنے لگا کہ جناب میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نے گوشت اور نان چوری نہیں کیے۔

سپاہی غصے میں بولا: "تو پھر کون لے گیا یہ سب چیزیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گاہک کہنے لگا: "جناب میں نے گوشت کے ایک ٹکڑے کو پکڑا ہی تھا کہ وہ میرے ہاتھ سے غائب ہو گیا۔ جناب میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ ایسا ہی ہوا ہے۔"

سپاہی نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا:

"ارے گدھے کی دُم تو مجھے اُلّو نہیں بنا سکتا۔ بھلا اپنے آپ بھی کبھی کوئی شے گم ہوتی ہے۔"

اب ماریا نے سپاہی کے قریب آ کر اس کے سر پر ٹنگی ہوئی نیلی ٹوپی اٹھا لی۔ ٹوپی ماریا کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی۔ سپاہی کی تو حیرت کے مارے آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"میری ٹوپی ۔ میری ٹوپی کہاں چلی گئی؟"

ماریا نے بلند آواز میں کہا:

"میں نے اُچک لی ہے۔ اب میں تمہاری موٹی توند پر ایک مکا مار دوں گی۔"

اور ماریا نے سپاہی کے پھولے ہوئے پیٹ پر ایک ہلکا سا مکا مار دیا۔ ڈھول کی سی آواز پیدا ہوئی اور لوگ ڈر کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ سپاہی کے جسم میں خوف کی ٹھنڈی لہر دوڑ گئی اور وہ مارے خوف کے کانپنے لگا۔

"معاف کر دو۔ معاف کر دو۔"

سپاہی اپنی جگہ پر کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑے گڑگڑا رہا تھا۔ ماریا نے ٹوپی اس کے سر پر واپس رکھ دی۔ پھر تھیلے میں سے ایک ہیرا نکال کر نانبائی کی گدی پر اس کے پاس رکھ دیا۔ یہ گوشت مچھلی اور قیمے والے نان کی قیمت تھی۔ ماریا نے سپاہی سے کہا:

"اس گاہک کا کوئی قصور نہیں۔ گوشت کا ٹکڑا میں نے غائب کیا تھا جس طرح میں نے تمہاری ٹوپی غائب کی ہے۔"

پھر ماریا نے ٹوپی موٹی توند والے سپاہی کے سر پر واپس رکھ دی اور کہا:

"اب یہاں سے تو دو گیارہ ہو جاؤ اور خبردار کسی گاہک کو پریشان نہ کرنا۔ نہیں تو میں تمہاری جان نکال لوں گی۔"

موٹا سپاہی دہشت کے مارے پہلے ہی لرز رہا تھا۔ ماریا کی یہ بات سن کر کہ وہ اس کی جان نکال لے گی دھڑام سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ لوگ بھاگ گئے مگر نانبائی نے اپنی گدی پر رکھا ہوا قیمتی ہیرا جلدی سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔

ماریا کھانے پینے کی چیزیں اور ہیرے جواہرات کا تھیلا لے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کر سیدھی زرینہ کے گھر آ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر لیا اور گوشت مچھلی اور قیمے کے نان اور جواہرات کا تھیلا اس کے سامنے رکھتے ہوئے اپنا آپ آواز کی شکل میں ظاہر کر دیا۔
اس نے کہا:

"زرینہ! میری آواز سن کر گھبرانا نہیں یہ سمجھو کہ مجھے تمہارے دادا جان نے جنّت سے یہ خزانہ دے کر تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

زرینہ کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ ماریا کی آواز سن کر خوف کے مارے زرد ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے اپنے دونوں بچوں کو بھوکا ہی سلا دیا تھا۔

ماریا نے کہا: "گھبرانے اور خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمہاری امانت ہے جو میں تمہارے پاس لائی ہوں۔ میں نے تمہارے ہی پیسوں سے یہ کھانے پینے کی چیزیں خریدی ہیں۔ اپنے بچوں کو اٹھا کر کھانا کھلاؤ۔ خود بھی کھاؤ اور خدا کا شکر ادا کرو۔ اس کے بعد اس دولت سے کوئی اچھا سا مکان خرید اور اپنے بچوں کی اچھی طرح سے پرورش کرو۔"
زرینہ نے اتنا ہی پوچھا: "تم۔۔۔ تم جنت سے آئی ہو؟"
ماریا نے کہا: "ہاں۔۔۔ اب میں واپس جا رہی ہوں۔ اس

کا ذکر کسی سے نہ کرنا۔ نہیں تو تمہاری یہ دولت غائب ہو جائے گی۔ خدا حافظ!"
اور ماریا مکان کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔
اسے خوشی تھی کہ اس نے ایک مظلوم عورت اور اس کے بھوکے بچوں کی مدد کی تھی۔ وہ گلیوں بازاروں سے ہوتی ہوئی واپس ناگ کے پاس سرائے میں آ گئی۔ ناگ سرائے کے دالان میں ایک طرف دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھا داستان گو سے کہانی سن رہا تھا۔ ناگ نے ماریا کی خوشبو آئی تو اس نے کہا:
"ماریا؟"

○

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آسیبی گرجا، طوفانی رات

ناگ کے قریب بیٹھے ہوئے آدمی نے چونک کر کہا:

"میرا نام ماریا نہیں ہے اور میں عورت بھی نہیں ہے۔"

ماریا ہنسنے لگی۔ ناگ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اس نے اس آدمی سے معافی مانگتے ہوئے کہا:

"معاف کرنا بھائی میں نیند میں اپنی بہن سے باتیں کرنے لگا تھا"

کچھ لوگ ناگ کی اس بات پر قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔

ناگ وہاں سے اٹھ کر باہر آیا تو ماریا بولی:

"ناگ بھیا! سوچ سمجھ کر میرا نام لیا کرو۔"

ناگ نے کہا: "ابھی ڈرامہ ہونے والا تھا۔ خیر۔ تم بتاؤ حاتم طائی کی بیٹی! ــــ زربینہ کو خزانہ پہنچا دیا؟"

"ہاں ــــ خدا کا شکر ہے۔"

ناگ نے کہا: "میری انگوٹھی اب مجھے واپس کر دو۔"

ماریا نے انگوٹھی اتارتے ہوئے کہا:

"اتنی بھی کیا بے اعتباری ہے بھیا۔"

ناگ بولا: "کمرے میں آ جاؤ۔ یہاں پہلے ہی لوگ مجھے پاگل سمجھنے لگے ہیں۔"

کمرے میں آ کر ماریا نے انگوٹھی ناگ کو واپس کر دی اور پھر کہنے لگی:

"آسمان بالکل صاف ہے۔ ستارے نکلے ہوئے ہیں بادل کا ایک معمولی ٹکڑا تک کہیں نظر نہیں آ رہا۔ طوفانی بارش والی رات کب آئے گی؟ خدا جانے کل تک چاند کیٹی کو کس جگہ پھینک دے گا۔"

ناگ نے کہا: "یہ پریشانی تو ہمیں اٹھانی ہی پڑے گی ماریا ــــ بارش والی طوفانی رات پر ہمارا اختیار نہیں ہے۔"

قرطبہ کی اس سرائے میں ماریا اور ناگ کو رہتے تیسرا دن تھا کہ شام کے وقت آسمان پر بادل چھانے لگے۔ ناگ اور ماریا بہت خوش ہوئے پھر تیز ہوا چلنے لگی اور رات کے دس بجے کے قریب بادل زور زور سے گرجنے لگے اور بارش شروع ہو گئی۔ ماریا سرائے میں ناگ کے ساتھ ہی تھی وہ خوش ہو کر بولی:

"ناگ بھیا! خدا کا شکر ہے کہ آج وہ طوفانی رات آ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گئی جس کا ہمیں انتظار تھا۔"

ناگ کہنے لگا: "ہاں ماریا۔ مجھے امید نہیں تھی کہ اتنی جلدی بارش والی طوفانی رات آ جائے گی۔ اب ایسا ہے کہ میں یہاں سے تالاب کے پاس والے گرجا گھر جاؤں گا اور اس جلاد کی بدروح سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا جو طوفانی رات میں وہاں ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ مجھے دھاری دار سانپ نے کہا تھا تم اسی جگہ سرائے میں رہ کر میرا انتظار کرو گی۔ ٹھیک ہے نا؟"

ماریا نے کہا: "لیکن کیا میں بھی تمہارے ساتھ نہ چلوں ناگ؟"

ناگ نے جواب دیا: "نہیں ماریا میں سمجھتا ہوں کہ وہاں میرا اکیلا جانا ہی بہتر ہے۔ کیوں کہ کچھ معلوم نہیں کہ جلاد کی بدروح تمہیں دیکھ کر وہاں نہ آئے یا تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تم اسی جگہ ٹھہرو۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔ مگر تم دیر نہ لگانا وہاں۔"

ناگ نے کہا: "میں جلدی واپس آنے کی کوشش کروں گا لیکن میں چاہوں گا کہ جلاد کی بدروح ظاہر ہو جائے اور پھر وہ مجھے سلیمانی مہرے پر قبضہ کرنے

کی ترکیب بتا دے۔"

ماریا کو تسلی دے کر ناگ سرائے سے نکل کھڑا ہوا۔ وہ ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ بارش ہو رہی تھی اور بادل بڑے زور سے گرج رہے تھے۔ بجلی بھی رہ رہ کر چمک رہی تھی۔ آدھی رات کو قرطبہ کے بازار اور گلی کوچے ویران تھے اور تیز بارش میں بھیگ رہے تھے۔ بجلی چمکتی تو مکانوں کی ڈھلوانی چھتوں پر سے نیچے گرتے ہوئے پانی کی جھالریں نظر آنے لگتیں۔ ناگ گھوڑے پر بیٹھا سر پر چادر ڈالے تالاب والے جنگل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ یہ جنگل شہر سے باہر تھا۔

ناگ تالاب کے پاس پہنچ کر رک گیا اور اندھیرے میں گرجے کی پرانی عمارت کو تلاش کرنے لگا۔ بجلی زور سے چمکی تو اسے درختوں کے درمیان سے گرجا گھر کا مینار ابھرتا دکھائی دیا۔ ناگ تالاب کے کنارے کنارے گھوڑا دوڑاتا جنگل میں گھس گیا۔ یہاں ایک سنسان راستہ سیدھا گرجا گھر کو جاتا تھا۔ اس راستے پر درختوں نے اپنی لمبی لمبی گھنی شاخیں پھیلا رکھی تھیں۔ ان درختوں میں سے بارش کے پانی کی بوندیں ٹپا ٹپ گر رہی تھیں۔

گرجا گھر کا دروازہ آدھا ٹوٹ کر نیچے گرا ہوا تھا۔ دیوار پر سوکھی بیل چڑھی ہوئی تھی اور گھنٹی کی رسی بھی ٹوٹی ہوئی تھی اس گھنٹی کو عبادت کے وقت رسی کھینچ کر بجایا جاتا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گرجا کے دروازے تک پتھر کی سیڑھیاں جاتی تھیں جو بارش میں بھیگ رہی تھیں۔ ناگ نے گھوڑے کو ایک درخت کے نیچے باندھا اور پتھر کی سیڑھیاں چڑھ کر گرجا گھر کی ڈیوڑھی میں آ گیا۔ یہ ویران گرجا گھر تھا اور یہاں اب کوئی عیسائی عبادت کرنے نہیں آتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ ایک جلاد کی بدروح نے گرجے پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ لوگوں کو تنگ کرتی ہے۔ لوگوں نے بارش والی طوفانی راتوں میں اس گرجا گھر سے ڈراؤنی آوازیں بھی سنی تھیں جیسے کوئی رو رو کر کسی کو پکار رہا ہو۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ اس گرجا گھر میں کسی بچے کو زندہ دفن کر دیا گیا تھا اور اس بچے کی روح آدھی رات کو آوازیں دیا کرتی ہے۔

اس قسم کی باتوں سے ڈر کر لوگوں نے اس گرجے میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ ناگ نے ڈیوڑھی میں سے جھانک کر گرجے کے اندر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا ہال کمرہ تھا جس کے فرش پر بنچ الٹے پڑے تھے اور ایک جگہ سے چھت ٹوٹی ہوئی تھی جہاں سے بارش کا پانی اندر گر رہا تھا۔ سامنے چبوترے پر یعنی قربان گاہ پر اب کوئی مقدس میز اور لوبان رکھنے کے برتن نہیں تھے۔ دیوار پر بھی کوئی صلیب نہیں لگی ہوئی

تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ اس گرجے کا پادری جاتے ہوئے ساری چیزیں یہاں سے اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔

ناگ الٹے سیدھے پڑے ہوئے بنچوں کے درمیان سے گزرتا چبوترے کے اوپر چڑھ کر دیواروں اور ستونوں کو غور سے دیکھنے لگا۔ یہاں کوئی بھی پھولوں کی بیل یا کوئی تصویر نہیں لگی تھی۔ چبوترے کا فرش بھی جگہ جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ ناگ ایک کونے میں بیٹھ گیا اور جلاد کی بدروح کے ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ طوفانی رات ہے۔ بارش زور سے ہو رہی ہے۔ بجلی بھی کڑک رہی ہے۔ بادل بھی گرج رہے ہیں۔ جلاد کی بدروح کو اب ظاہر ہو جانا چاہیے اور پھر دھاری دار سانپ نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔

ناگ دیر تک وہاں بیٹھا رہا۔ رات کے دو بج رہے ہوں گے۔ بادل اسی طرح گرج رہا تھا۔ بجلی بھی کڑک رہی تھی اور بارش بھی موسلا دھار ہو رہی تھی کہ ناگ کو اس طوفان میں ایک آواز سنائی دی یہ آواز ایسی تھی جیسے کوئی کسی سے رحم کی بھیک مانگ رہا ہو۔ ناگ کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس نے کان لگا کر سنا تو آواز چبوترے کے کونے کی طرف سے آ رہی تھی۔ وہ وہاں گیا تو دیکھا کہ اس جگہ پر ایک حجرہ تھا جس کے دروازے پر بڑا موٹا تالا لگا ہوا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے دروازے کے ساتھ کان لگایا تو اندر سے کسی
آدمی کی خوف سے لرزتی گڑگڑاتی آواز آ رہی تھی۔

"مجھ پر رحم کرو۔ مجھ پر رحم کرو۔ میرا گناہ معاف
کر دو۔"

ناگ نے دروازے میں سے کوئی سوراخ ڈھونڈھنے لگا۔
تالے کے اوپر ایک جگہ سے لکڑی اکھڑ گئی تھی۔ اس نے
وہاں آنکھ لگا کر اندر دیکھا تو وہاں ایک عجیب منظر تھا۔
دو آدمی جنہوں نے کالے کپڑے پہن رکھے تھے ایک آدمی
کے بازو رسی کے ساتھ باندھ رہے تھے۔ سامنے لکڑی کا
ایک کندہ پڑا تھا۔ وہاں ایک ویسے ہی کالے کپڑوں والا آدمی
ہاتھ میں چمکتا ہوا کلہاڑا لیے کھڑا تھا۔ دونوں آدمیوں نے بدقسمت
آدمی کے بازو باندھ کر اس کا سر لکڑی کے کندے پر جھکا دیا۔
وہ آدمی گڑگڑانے لگا:

"مجھے معاف کر دو۔ مجھ پر رحم کرو۔"

ایک کالے کپڑوں والے آدمی نے کہا:

"تم پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ تمہیں یاد ہے۔
آج ہی کی رات اسی گرجا گھر کے اسی حجرے میں
تم نے بادشاہ کے کہنے پر تین بے گناہ پادریوں
کے سر کاٹ ڈالے تھے۔"

وہ آدمی بولا: "میں بادشاہ کے حکم کے آگے مجبور تھا۔"

سیاہ پوش آدمی بولا: "ہم بھی قدرت کے قانون کے
آگے مجبور ہیں۔ اور قدرت کا یہی قانون ہے کہ ظلم
کرنے والے کو ایک دن اپنے ظلم کی سزا بھگتنی پڑتی
ہے۔ تم نے تین بے گناہ انسانوں کو قتل کیا تھا۔ تمہیں
بھی تین بار قتل کیا جائے گا۔"

اور انہوں نے اس کی گردن پکڑ کر زبردستی جھکا کر لکڑی کے
کندے پر رکھ دی پھر تیسرے سیاہ پوش نے کلہاڑے والے کی
طرف اشارہ کیا۔ اس نے کلہاڑا اوپر اٹھایا اور زور سے قاتل
کی گردن پر دے مارا۔ قاتل کی گردن کٹ کر پرے جا گری۔

ناگ نے دیکھا کہ کٹا ہوا سر گھومنے لگا۔ دھڑ الگ تڑپنے
لگا اور سر میں سے آواز آنے لگی:

"مجھے معاف کر دو۔ مجھ پر رحم کرو۔"

تینوں سیاہ پوش جو دوزخ کے فرشتے معلوم ہوتے تھے۔
اپنی جگہ بت بنے کھڑے رہے۔ دیکھتے دیکھتے قاتل کا کٹا ہوا
سر ہوا میں اڑ کر اس کے دھڑ کی گردن کے ساتھ جا کر لگ
گیا اور اس نے پھر رحم کی بھیک مانگنی شروع کر دی۔ سیاہ
پوش فرشتوں نے اس کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا اور اس
کی گردن کو زبردستی لکڑی کے کندے پر جھکا کر دوسری بار

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پھر اس کی گردن کاٹ ڈالی۔ ایک بار پھر کٹا ہوا سر اپنی جگہ سے حرکت کرتا ہوا آیا اور اپنے دھڑ کے ساتھ آکر لگ گیا۔

اب قاتل نے ہاتھ باندھ کر روتے ہوئے کہا:

"مجھے بڑی سخت اذیت مل چکی ہے۔ میرے حال پر رحم کرو۔ مجھے اب قتل نہ کرو۔ مجھے آگ میں ڈال دو۔ مگر میری گردن نہ کاٹو۔"

سیاہ پوش بولا: "تم نے جو گناہ کیا تھا اس کی سزا یہی ہے کہ تمہاری گردن تین بار کاٹی جائے۔ تم اس سزا سے بچ نہیں سکتے۔ اپنی گردن لکڑی کے کندے پر رکھ دو۔"

اور قاتل نے روتے ہوئے اپنی گردن تیسری بار لکڑی کے کندے پر رکھ دی۔ اس کے ساتھ ہی سیاہ پوش نے کلہاڑے کو اشارہ کیا۔ تیسری بار کلہاڑا اوپر اٹھا اور پوری طاقت سے قاتل کی گردن پر گرا۔ کھٹ کی آواز کے ساتھ قاتل کی گردن تیسری بار اس کے جسم سے الگ ہو کر دور جا گری۔ تیسری بار گردن کے کٹتے ہی تینوں سیاہ پوش اچانک غائب ہو گئے۔

ناگ غور سے دیکھ رہا تھا۔ حجرے میں روشنی ہو رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ قاتل کا سر وہیں پڑا رہا۔ اس کا دھڑ بھی اسی جگہ پڑا تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر وہ پھولنے لگا اور سیاہ پڑ

گیا اور آہستہ آہستہ اس کا گوشت گل سڑ گیا اور جسم کی ہڈیاں باہر نکل آئیں۔ سر کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ وہ کھوپڑی بن گیا۔ پھر روشنی بجھ گئی اور حجرے میں سے ایک چیخ کی بھیانک آواز بلند ہوئی۔

ناگ پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ اندھیرے میں آکر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں حجرے کے بند دروازے پر لگی تھیں۔ حجرے کے دروازے پر لگا ہوا موٹا تالا تھرتھرانے لگا۔ جیسے کوئی اندر سے دروازے کو زور لگا کر ہلا رہا ہو۔ تالا اپنی جگہ پر اسی طرح لگا رہا لیکن ناگ نے ایک سیاہ انسانی ہیولے کو باہر نکلتے دیکھا جو باہر آتے ہی چھت کی طرح اوپر اُڑ گیا اور اب ناگ کو ڈراؤنی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی جلاد کی بدروح ہے۔

ناگ نے آواز دی: "کیا تم جلاد کی روح ہو؟"

گرجے کے اندر ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ پھر بادلوں کی گرج پیدا ہوئی۔ اور ساتھ ہی جلاد کی بدروح نے کپکپاتی گمر ڈرا دینے والی آواز میں کہا:

"تم کو یہاں تمہاری موت کھینچ لائی ہے۔ یہاں سے نکل جاؤ۔ نکل جاؤ۔ نکل جاؤ۔"

ناگ نے کہا: "میں تم سے ایک بات پوچھنے آیا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور وہ بات پوچھے بغیر یہاں سے نہیں جاؤں گا:

بدروح نے ایک مکروہ قہقہہ بلند کیا اور بولی:

"تم میرے ہاتھ سے بچ نہ سکو گے۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اور ناگ نے دیکھا کہ چھت کے اندھیرے میں سے وہی سیاہ ہیولا بڑی تیزی سے ایک بہت بڑے چمگادڑ کی طرح اس کی طرف لپکا اور اسے اٹھا کر زور سے چھت کے ساتھ دے مارا۔ ناگ کا سر ایک زوردار آواز کے ساتھ چھت سے ٹکرایا اور پھر وہ دھڑام سے چبوترے کے پتھروں پر گر پڑا۔ ناگ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور بولا:

"میں جانتا ہوں تم جلاد کی روح ہو۔ تم نے تین بے گناہ انسانوں کو قتل کیا تھا جب کہ تمہیں معلوم تھا کہ وہ بے گناہ ہیں اور میں دیکھ چکا ہوں کہ حجرے میں ابھی ابھی دوزخ کے فرشتوں نے تین بار تیری گردن کاٹی ہے۔"

جلاد کی بدروح نے ایک بلبلاتی ہوئی چیخ ماری اور ناگ کو ایک بار پھر اٹھا کر پوری طاقت سے فرش پر دے مارا مگر ناگ نے زمین پر گرنے سے پہلے ایک سانپ کی شکل بدل لی۔ زمین پر گرنے کے بعد اس نے ایک پھنکار ماری اور دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی۔ جلاد کی بدروح ٹھٹھک کر ناگ کی طرف غور

ے دیکھنے لگی:

"تم کون ہو؟ کیا تم کوئی سانپ ہو؟"

ناگ نے کہا: "اس وقت میں انسان ہوں مگر قدرت نے مجھے کچھ وقت کے لیے ایک خاص طاقت عنایت فرما کر موت پر فتح دے رکھی ہے اور میں جو چاہوں شکل اختیار کر سکتا ہوں۔ اسی لیے تم اپنی زبردست کوشش کے باوجود مجھے ہلاک نہیں کر سکتے۔"

جلاد کی بدروح کا سیاہ ہیولا ناگ کے قریب آکر دھوئیں کے ستون کی طرح کھڑا ہو گیا اور بولا:

"کاش میں بھی تمہاری طرح ایک سانپ ہوتا، لیکن میں ایک کمزور انسان تھا۔ لالچی تھا۔ مجھے دولت کی ہوس تھی، میں جانتا تھا کہ تینوں پادری بے گناہ ہیں، مگر میں نے دولت لے کر بادشاہ کا حکم مانا اور ان کو اس گرجے کے حجرے میں قتل کر دیا۔ وہ آج ہی کی طوفانی رات تھی۔ اب ہر سال آج ہی کی رات طوفان آتا ہے۔ بارش برستی ہے۔ بجلیاں کڑکتی ہیں اور جہنم کے تین فرشتے مجھے پھر سے زندہ انسان کی شکل دے کر مجھے میرا جرم بتاتے ہیں اور تین بار میری گردن پر کلہاڑا مار کر کاٹ ڈالتے ہیں۔ میں یہ عذاب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سو سال سے برداشت کر رہا ہوں۔ پھر اس گرجا گھر میں میری پریشان حال روح بھٹکتی رہتی ہے اور جن لوگوں کے ساتھ میں نے ظلم کیے تھے، زیادتیاں کی تھیں۔ ان کی روحیں آ کر مجھے کچوکے لگاتی ہیں۔ کاش میں تمہاری طرح ہوتا اور یہ ظلم کبھی نہ کرتا!"

جلاد کی بدروح خاموش ہو گئی۔

ناگ نے کہا: "میں تمہاری بخشش کے لیے خدا سے دعا کروں گا۔"

بدروح نے کہا: "تمہاری مہربانی ہے مگر میرے دوست تم یہاں کس لیے آئے ہو اور مجھ سے کیا بات پوچھنا چاہتے ہو؟"

ناگ نے ساری بات بدروح کے آگے بیان کر دی۔ بدروح نے ایک گہرا سانس لیا اور کہا:

"سلیمانی مہرہ شاہ قرطبہ کے خاص خزانے میں ہے اور اس کو سوائے بادشاہ کے دوسرا کوئی باہر نہیں نکال سکتا۔"

ناگ نے کہا: "میں اس مہرے کو امانت کے طور پر لے جانا چاہتا ہوں تاکہ کیٹی کی گردن میں ڈال کر اسے پھر سے انسانی شکل میں واپس لا سکوں۔ جب

وہ انسانی شکل میں واپس آ جائے گی تو میں یہ سلیمانی مہرہ بادشاہ کے خزانے میں واپس چھوڑ آؤں گا۔"

جلاد کی بدروح نے کہا:

"تم جس مقصد کے لیے لے جانا چاہو مگر وہاں سے سلیمانی مہرہ سوائے بادشاہ کے دوسرا کوئی نہیں نکال سکتا۔"

ناگ کہنے لگا: "میں تم سے یہ نہیں سننے آیا۔ میں تو تم سے وہ طریقہ معلوم کرنے آیا ہوں جس پر عمل کر کے میں شاہ قرطبہ کے خزانے سے سلیمانی مہرہ امانت کے طور پر کچھ وقت کے لیے نکال سکوں۔"

جلاد کی بدروح نے ایک غضیلی آواز نکال کر چیخ ماری اور کہا: "تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ میں تمہیں وہ ترکیب بتا سکتا ہوں؟"

ناگ نے کہا: "مجھے ایک ایسے سانپ نے یہ راز بتایا ہے جو زمین کے اندر کے سارے راز جانتا ہے۔"

جلاد کی روح خاموش ہو گئی۔ اس کا ہیولا آہستہ آہستہ گھومنے لگا۔ پھر اپنی جگہ پر رک گیا۔ ناگ کو ایک آہ بھرنے کی آواز آئی۔ بدروح نے کہا:

"میں جھوٹ بول کر اپنے عذاب کی مدت کو لمبا نہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرنا چاہتا۔ میں نے پہلے ہی بڑا عذاب برداشت کیا ہے۔"

ناگ نے جھٹ کہا: "تو مجھے پھر وہ خفیہ ترکیب بتا دو۔"

جلاد کی روح بولی: "میرے ساتھ حجرے میں آؤ۔"

جلاد کی بدروح بند دروازے میں سے حجرے کے اندر داخل ہو گئی۔ ناگ دروازے کے آیا تو اس کا تالا اپنے آپ کھل گیا۔ دروازہ کھول کر ناگ بھی حجرے میں آ گیا۔ یہاں لکڑی کا کندہ ویسے ہی پڑا تھا۔ اور اس پر خون کے خشک دھبے لگے ہوئے تھے۔ جلاد کی بدروح نے ناگ کو بتایا:

"اس لکڑی کے ٹکڑے پر تین پادریوں کے سر رکھ کر میں نے انہیں قتل کیا تھا۔ اب ہر سال اسی طرح رات کو میرا سر تین بار اس کندے پر رکھ کر کاٹا جاتا ہے۔"

ناگ نے کہا: "میں دیکھ چکا ہوں۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ میری مدد کرو۔ ہو سکتا ہے۔ تمہارا عذاب کم ہو جائے۔ کیوں کہ میں سلیمانی مہرے کو کسی بڑے دنیاوی مقصد یا دولت کے لالچ کے لیے حاصل نہیں کر رہا۔ میری بہن کیٹی پر ایک ناگہانی مصیبت

آن پڑی ہے۔ اس سلیمانی مہرے کی مدد سے اس کی مصیبت دور ہو سکتی ہے۔"

جلاد کی بدروح نے کہا: "تمہیں مجھ سے تحریری طور پر وعدہ کرنا ہو گا کہ تم میرا یہ راز کسی پر ظاہر نہیں کرو گے۔"

"میں تیار ہوں۔" ناگ نے کہا۔

جلاد کی بدروح کے ہیولے نے کونے کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اس کونے میں ایک لکڑی کا صندوق ہے۔ اس کو کھولو گے تو اندر سے ایک کتاب نکلے گی۔ وہ کتاب لے کر میرے پاس آ جاؤ۔"

ناگ نے کونے میں جا کر پرانے صندوق کو کھولا تو اس کے اندر سے ایک چوڑی کتاب نکلی جس پر گرد جمی ہوئی تھی۔ ناگ نے گرد جھاڑی اور اسے لے کر جلاد کی بدروح کے سامنے آن کھڑا ہوا۔

بدروح نے کہا: "اس کا تیسرا صفحہ کھولو۔"

ناگ نے کتاب کا تیسرا صفحہ کھولا تو اس میں سے ایک چمگادڑ پھڑپھڑاتا چیختا چلاتا ہوا اڑ گیا۔ ناگ ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ جلاد کی بدروح نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گھبراؤ نہیں۔ یہ ابھی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ مگر میں نے اس کو آزاد کر دیا ہے۔ اگر تم نے کسی کے آگے یہ کہا کہ سلیمانی مہرے پر عارضی طور پر ہی قبضہ کرنے کا راز میں نے تمہیں بتایا تھا تو یہ چمگادڑ تم جہاں کہیں بھی ہو گے آئے گا اور تمہاری گردن کے ساتھ لگ کر چپک جائے گا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ تمہارا خون نہیں پی سکے گا مگر یہ تمہاری گردن سے ہٹے گا بھی نہیں اور تمہارے لیے ساری زندگی ایک عذاب بنا رہے گا۔"

ناگ نے کہا: "میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا راز کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ سلیمانی مہرہ نکالنے کی ترکیب تم نے مجھے بتائی تھی۔"

جلاد کی بدروح نے کہا:

"اس کتاب کو بند کر کے واپس صندوق میں لے جا کر رکھ دو اور یہاں آ کر میری بات غور سے سنو۔"

ناگ نے ایسا ہی کیا۔ کتاب صندوق میں بند کر دی اور جلاد کی بدروح کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ چمگادڑ بھیانک چیخیں مارتا حجرے میں سے نکل کر باہر گرجتے بادلوں اور موسلا دھار بارش کی طوفانی فضاؤں میں کہیں غائب ہو چکا تھا۔

بدروح نے کہا: "سنو! تمہیں شاہ قرطبہ بادشاہ عادل کے شاہی محل میں کسی طرح داخل ہو کر بادشاہ کا گہرا اعتماد حاصل کرنا ہے۔ اس کے ساتھ اتنی دوستی پیدا کرنی ہے کہ وہ تم پر بھروسہ کرنے لگے۔ شاہ قرطبہ کے گلے میں ایک سلیمانی تعویذ ہے۔ جو وہ نہاتے ہوئے بھی اپنے جسم سے الگ نہیں کرتا۔ سلیمانی مہرے کا سارا جادو اسی تعویذ میں چھپا ہوا ہے۔ اگر کسی طریقے سے تم بادشاہ سے وہ تعویذ لے کر اپنے گلے میں ڈالنے میں کامیاب ہو گئے تو تم اس کے خزانے میں پہنچ کر سلیمانی مہرہ حاصل کر سکو گے اور مہرے کا جادو تمہارے لیے بے اثر ہو جائے گا۔"

ناگ نے کہا: "لیکن میں بادشاہ کو کیسے دوست بناؤں گا؟"

جلاد کی بدروح نے کہا: "یہ تمہارا کام ہے۔ میرا کام نہیں ہے۔ اب تم یہاں سے نکل جاؤ۔ میرا واپس جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ اگر تم تاریخ کے مسافر ناگ نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے تھے۔ لیکن میں تمہیں ایک بار پھر تاکید کرتا ہوں کہ میرا راز کسی دوسرے کو نہ بتانا۔"

ناگ نے کہا: "لیکن میں ناریا سے تو مشورہ کر سکتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوں نا ؟"

"ہاں — تم ماریا، عنبر اور کیٹی کو میرے بارے میں بتا سکتے ہو کیوں کہ تم سب لوگ صدیوں کے مسافر ہو۔ مگر تم میں سے کسی کو یہ اجازت نہ ہوگی کہ وہ یہ راز آگے کسی کو بتائے۔"

اس کے بعد بدروح کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور بدروح کا سیاہ ہیولا لہراتا ہوا حجرے کے صندوق والے اندھیرے کونے میں غائب ہو گیا۔

ناگ حجرے سے نکلا تو رات اسی طرح بادلوں میں چھپی ہوئی تھی اور گہرا اندھیرا چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ بارش اب رک گئی تھی۔ ناگ گھوڑے پر بیٹھ کر واپس سرائے میں آیا تو ماریا نے اسے دیکھا اور دروازے سے نکل کر اس کے پاس آ کر پوچھا کہ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا یا نہیں؟ ناگ نے جلاّد کی بدروح سے ملنے کی ساری رونگٹے کھڑے کر دینے والی کہانی بیان کر دی اور یہ بھی بتایا کہ اب اسے قرطبہ کے بادشاہ کا دوست بن کر، اس کا اعتماد حاصل کر کے اس کے گلے میں پڑا ہوا تعویذ اتار کر اپنے گلے میں ڈالنا ہوگا۔ صرف اسی صورت میں وہ بادشاہ کے خزانے سے سلیمانی مہرہ نکال سکے گا اور اس پر سلیمانی طلسم کا کوئی

اثر نہ ہوگا۔"

ماریا نے کہا: "یہ کس طرح سے ہوگا؟"

ناگ کوٹھڑی میں آ کر قالین پر بیٹھ گیا۔ بولا:

"اس پر غور کرنا ہوگا۔ بادشاہ کا دوست بننا کوئی آسان کام نہیں۔ اسے اعتماد میں لینا بھی کوئی آسان نہیں ہے۔"

آخر ناگ کے ذہن میں ایک ترکیب آگئی۔ اس نے کہا:

"ماریا؟ تم سن رہی ہو؟"

"ہاں — میں تمہارے پاس ہی ہوں ناگ۔ کیا تمہیں میری خوشبو نہیں آ رہی؟"

"آ رہی ہے۔ پھر بھی — تم چونکہ نظر نہیں آتی ہو۔ اس لیے جب کوئی خاص بات بتانی ہوتی ہے تو تمہیں آواز دے کر پوچھ لیتا ہوں۔"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"میں تمہارے پاس ہی ہوں۔ تم بات کرو۔ وہ کون سی خاص بات ہے۔"

ناگ، درویش جبار کے روپ میں

ناگ نے ماریا کو اپنی خاص ترکیب بتا دی۔

ماریا کو ناگ کی ترکیب بہت پسند آئی۔ واقعی اس سے بہتر ترکیب کوئی نہیں ہو سکتی تھی۔ اب انہوں نے اپنی ترکیب پر عمل شروع کر دیا۔ ماریا دوسرے روز جب دن چڑھا اور قرطبہ کے خوب صورت سرخ اور سفید مکانوں پر سفید دھوپ پھیل گئی تو ماریا اور ناگ سرائے سے نکل کھڑے ہوئے۔ ماریا الگ جا رہی تھی اور ناگ الگ جا رہا تھا۔

دونوں کا رخ بادشاہ قرطبہ کے شاہی محل کی جانب تھا۔

ناگ چونکہ انسان کی شکل میں تھا اس لیے شاہی محل کے زیادہ قریب نہیں جا سکتا تھا۔ وہاں جگہ جگہ پہرہ لگا تھا۔ تیر تلوار لیے سپاہی کھڑے تھے۔ ناگ محل سے کچھ دور ایک کھائی کے پاس آ کر رک گیا۔ یہاں سے محل کی چھت کے گنبد اور بارہ دریاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ یہ محل کی پچھلی دیوار کا حصہ تھا۔ ناگ نے ایک گہرا سانس لے کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چھوڑا اور سفید عقاب بن کر اڑتا ہوا محل کی چھت کی بارہ دری میں آ کر بیٹھ گیا۔ چھت پر بھی ایک سپاہی چل پھر کر پہرہ دے رہا تھا۔ اس نے جو سفید عقاب کو دیکھا تو اس پر تیر چلا دیا۔ خوش قسمتی سے ناگ کو تیر نہ لگا۔ اور اس کے قریب سے ہو کر نکل گیا۔ ناگ کو سخت غصہ آیا۔ اس نے اوپر اڑ کر پھر نیچے کا رخ کر کے غوطہ لگایا اور سپاہی کے چہرے پر اس طرح پنجوں سے حملہ کر دیا کہ وہ چیخیں مارتا آنکھوں کو پکڑ کر ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ ناگ یہاں سے اڑ کر محل کے دوسرے تختے والی چھت پر آ گیا۔

اس چھت پر سرخ رنگ کی بارہ دری تھی جہاں نیچے باغ اور شاہی محل کی بارہ دریاں اور فوارے صاف نظر آ رہے تھے۔ ناگ یہاں ایک خاص مقصد کے لیے بیٹھا تھا۔ وہ ماریا کا انتظار کر رہا تھا۔ ناگ بارہ دری کی چھت پر دوپہر تک بیٹھا رہا۔

پھر اسے ماریا کی خوشبو آئی۔

وہ خوشبو کے آتے ہی بارہ دری کی چھت سے اتر کر نیچے ستونوں کے پاس آ گیا۔ یہاں اس نے ایک ستون کے پیچھے جا کر انسانی شکل اختیار کر لی۔ اور ماریا کو آہستہ سے پکارا۔

ماریا نے کہا:

میں تمہارے پاس ہوں ناگ بھیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے پوچھا: "کیا تم نے سارا پتہ کر لیا ہے؟"

ماریا نے جواب دیا: "ہاں — میں سب کچھ دیکھ آئی ہوں۔ اس وقت تم جس جگہ کھڑے ہو۔ بالکل اس کے نیچے شہزادی ثیبا کا سونے کا کمرہ ہے۔ وہ سامنے کونے میں سنگِ مرمر کی سیڑھیاں نیچے دوسری چھت پر جاتی ہیں۔ اس چھت میں ایک شیش محل ہے۔ اس شیش محل کے باہر پہرہ لگا ہوتا ہے۔ وہاں سے سیڑھیاں نیچے شاہی محل میں شہزادی ثیبا کی خواب گاہ کے بالکل سامنے جا کر نکلتی ہیں۔"

ناگ نے کہا: "سب ٹھیک ہے۔ میں جو چاہتا تھا تم نے مجھے بتا دیا۔ اب تم سرائے میں جا کر میرا انتظار کرو۔ میں اندھیرا ہونے کے بعد یہاں سے شہزادی کے کمرے میں جاؤں گا اور پھر اپنا کام کر کے واپس تمہارے پاس آ جاؤں گا۔"

ماریا نے کہا: "اچھا — میں واپس سرائے میں جاتی ہوں۔ خدا حافظ!"

ماریا کی خوشبو کم ہوتے ہوئے غائب ہو گئی۔ ناگ سمجھ گیا کہ وہ چلی گئی ہے۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے گہرا سانس کھینچ کر چھوڑا اور ایک فٹ لمبے کالے سانپ کی شکل اختیار

کر لی اور بارہ دری کی چھت کے ساتھ بنے ہوئے ایک کھتے میں جا کر بیٹھ گیا۔ وہ دن غروب ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ سورج ڈوب گیا۔ شام کا اندھیرا چھا گیا۔ پھر رات ہو گئی۔ محل میں روشنیاں ہو گئیں۔ جھاڑ فانوس روشن ہو گئے۔ جب رات کافی زیادہ ہو گئی تو خاموشی چھا گئی۔ ناگ اسی لمحے کے انتظار میں تھا۔ وہ آہستہ سے رینگتا ہوا بارہ دری سے باہر نکلا۔ چھت کی دیوار کے ساتھ ساتھ اندھیرے میں رینگتا سیڑھیاں اتر کر دوسری چھت پر آ گیا۔ جیسا کہ ماریا نے بتایا تھا۔ یہاں ایک چھوٹے چھوٹے سنگِ مرمر کے ستونوں والا شیش محل تھا۔ جس کے باہر چار خواجہ سرا پہرہ دے رہے تھے۔ ناگ اندھیرے میں سے گذرتا شیش محل سے نیچے جاتی سیڑھیوں میں آ گیا۔ یہ سبز اور سرخ پتھر کی سیڑھیاں تھیں اور ان پر قالین بچھا تھا۔ آخری سیڑھی پر آ کر ناگ نے اپنی سانپ کی گردن باہر نکال کر دیکھا۔ شہزادی شیبا کے کمرے کے دروازے پر دو حبشی عورتیں تلواریں کندھوں پر رکھے پہرہ دے رہی تھیں۔ ناگ نے دروازے کے اوپر نیچے دیکھا۔ دروازے سے ذرا ہٹ کر ایک چھوٹی سی کھڑکی بنی ہوئی تھی جس پر صندل کی لکڑی کی چق پڑی تھی۔ ناگ اسی جگہ سے اندر جا سکتا تھا۔

وہ حبشی عورتوں کی آنکھ بچا کر برآمدے میں سے تیزی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے گذر کر دیوار پر چڑھ گیا اور کھڑکی کی چق کے پیچھے آگیا یہاں آ کر اسے معلوم ہوا کہ کھڑکی بند ہے اور اندر سے کنڈی لگی ہوئی ہے۔ چق کی پتلی تیلیوں میں سے صندل کی خوشبو آ رہی تھی۔ اسے خواب گاہ میں سے دو عورتوں کے باتیں کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ان میں سے ایک شہزادی شیبا کی اور دوسری آواز اس کی خاص کنیز کی آواز تھی۔ ناگ چق کے پیچھے کھڑکی کے پٹ کے ساتھ چپکا رہا۔ شہزادی شیبا کہہ رہی تھی:۔

زرقالا! اب تم جا سکتی ہو۔ مجھے نیند آ رہی ہے میں آرام کروں گی۔

بہت بہتر شہزادی صاحبہ۔

ناگ نے خواب گاہ کے دروازہ کھلنے اور پھر بند ہونے کی آواز سنی۔ اس کے بعد کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ ناگ نے کھڑکی کے پٹ پر رینگ کر دیکھا۔ ایک جگہ جہاں کھڑکی کا پٹ چوکھٹ کے ساتھ جڑا ہوا تھا۔ وہاں ایک درز تھی۔ یہ درز بس اتنی ہی چوڑی تھی کہ ناگ تنگ ہو کر، سکڑ کر وہاں سے گذر سکتا تھا۔ ناگ نے درز میں سے گردن نکال کر خواب گاہ میں دیکھا۔ یہ ایک خوبصورت کمرہ تھا جو ریشم و اطلس کے پردوں سے سجا ہوا تھا۔ فرش پر ایرانی ریشمی قالین تھا۔ مسہری لگی تھی

جس پر باریک ریشمی پردہ گرا ہوا تھا۔ چاندی کی تپائی پر سونے کا ایک شمع دان رکھا تھا جس میں شمع جل رہی تھی مگر اس کی روشنی مدھم تھی۔ شہزادی شیبا اپنا چاند ایسا چہرہ نرم سرہانوں پر رکھے ریشمی چادر اوڑھے سو رہی تھی یا سونے کی کوشش کر رہی تھی۔ ناگ کے لیے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لیے بڑا سنہری موقع تھا۔ وہ بڑے آرام سے کھڑکی کی درز میں سے نکل کر رینگتا ہوا فرش کے قالین پر اتر آیا اور پھر آہستہ آہستہ شہزادی شیبا کے پلنگ کی پائنتی کی طرف آگیا۔ پلنگ کا پایہ صندل کی لکڑی کا تھا جس پر سونے کی اور چاندی کا پترا چڑھا ہوا تھا۔ ناگ اس پائے پر رینگتا اوپر پلنگ پر شہزادی کے پاؤں کی طرف آگیا۔ پھر بڑے آرام سے ریشمی چادر کے اندر داخل ہو گیا۔ اب شہزادی کے گورے گورے پاؤں اس کی آنکھوں کے سامنے تھے۔

ناگ نے ایک پاؤں کی ایڑی پر اپنا منہ رکھا اور اس میں اپنے دانت چبھوتے ہی صرف اتنا زہر شہزادی کے جسم میں داخل کر دیا کہ جس سے وہ نہ تو بے ہوش ہو اور نہ مرے بلکہ اس زہر کی وجہ سے بے چین رہے اور اسے بار بار پیاس لگے اور رنگت زرد پڑ جائے۔

شہزادی کے پاؤں میں کوئی تیز چیز چبھی تو وہ ہڑبڑا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُٹھ بیٹھی اس نے جلدی سے چادر پرے پھینک دی کہ دیکھے اس کے پاؤں کی ایڑی پر کس نے کاٹا ہے۔ ناگ اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ یہ بھی اس کے منصوبے کا ایک حصہ تھا۔ وہ اپنا آپ شہزادی کو دکھانا چاہتا تھا تاکہ اسے پتہ چل جائے کہ اسے ایک سیاہ سانپ نے کاٹا ہے۔ شہزادی کی نظر کالے سانپ پر پڑی تو سانپ یعنی ناگ نے زور سے پھنکار ماری۔ شہزادی نے ایک چیخ ماری اور پلنگ سے اُتری ہی تھی کہ بے ہوش ہو گئی۔

ناگ اپنا کام کر چکا تھا۔ اس سے پہلے کہ حبشی عورتیں شہزادی کی چیخ کی آواز سن کر اندر آئیں وہ کھڑکی کی درز میں سے دوسری طرف نکل چکا تھا۔ حبشی عورتوں نے شہزادی کو قالین پر بے ہوش پڑے دیکھا تو شور مچا دیا۔ شہزادی کے پلنگ کے سرہانے کی جانب لٹکتی ہوئی ریشم کی رسّی کو زور زور سے کھینچا یہ الارم تھا خطرے کا —— محل میں ایک کہرام مچ گیا۔ بادشاہ اور ملکہ اور شہزادے اور حفاظتی گارڈ کے سپاہی وہاں فوراً پہنچ گئے۔ شہزادی کو ہوش آیا تو اس نے چیخ مار کر کہا۔

”مجھے ایک کالے سانپ نے کاٹا ہے۔“

اور پھر بے ہوش ہو گئی۔ سانپ کا سن کر ہر کوئی پریشان ہو گیا۔ شہزادی کی ایڑی پر سانپ کے کاٹے کا پورا نشان تھا۔ ایک

سیکنڈ میں شاہی طبیب آن موجود ہوا۔ اس نے زخم دیکھ کر اعلان کر دیا کہ شہزادی شیبا کو واقعی کسی سانپ نے کاٹا ہے۔ بادشاہ ظلبہ باپ عادل اپنی بیٹی شہزادی شیبا سے بہت پیار کرتا تھا۔ سانپ کا سن کر اس کا رنگ اڑ گیا تھا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ شہزادی کو فوراً سے پہلے ہوش دلائی جائے اور سانپ کے زہر کے اثر کو زائل کیا جائے چاہے اس پر میری ساری دولت خرچ ہو جائے۔ شاہی طبیب نے دوسرے درباری حکیموں کے ساتھ مل کر شہزادی کا علاج شروع کر دیا۔ شہزادی کی حالت بے حد خراب تھی۔ وہ بے چینی سے بستر پر پہلو بدل رہی تھی۔ اسے بار بار پیاس لگ رہی تھی۔ شاہی طبیب اسے اسے ایک خاص قسم کا شربت پلاتا مگر شہزادی کی پیاس کم نہیں ہو رہی تھی۔ زہر کا اثر بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔

ناگ محل کی چھت پر آ کر رات ہی کو سیاہ عقاب کی شکل میں اڑ کر سرائے میں ماریا کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے ماریا کو بتا دیا تھا کہ وہ شہزادی کو ڈس آیا ہے۔ دوسرے دن سارے شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ شہزادی شیبا کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور اس کی حالت بہت خراب ہے

ناگ نے ماریا سے کہا:

”ہمیں کچھ دن صبر کرنا ہو گا تاکہ شاہی طبیب شہزادی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کا علاج کرتے کرتے بے بس ہو جائیں۔"

ماریا کہنے لگی: "یہ بڑے لائق طبیب ہوتے ہیں کہیں شہزادی کو اچھا نہ کر دیں۔"

ناگ مسکرا کر بولا: "میں نے جو زہر شہزادی کے جسم میں داخل کیا ہے وہ پانچ ہزار سال پرانا ہے اور میں نے اس کی صرف اتنی ہی مقدار داخل کی ہے کہ شہزادی مرے بھی نہ اور اس کی بے چینی بھی درست نہ ہو اور وہ بیمار بھی رہے۔"

دن گزرتے جا رہے تھے اور شہزادی کی حالت میں کوئی فرق نہیں آ رہا تھا۔ وہ اسی طرح سخت بیمار تھی اور بلکہ تو اس کی حالت زیادہ خراب ہو رہی تھی اس کا جسم کمزور ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے۔ بادشاہ اور ملکہ سخت پریشان تھے۔ بادشاہ بابر عادل کا تو برا حال تھا۔ اسے اپنی بیٹی شہزادی شیبا سے بے حد محبت تھی۔ اس نے اعلان کر دیا کہ جو کوئی اس کی بیٹی کو اچھا کر دے گا اسے آدھی سلطنت انعام میں دی جائے گی۔

ناگ نے یہ اعلان سنا تو ماریہ سے کہا:

"اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنا اگلا قدم اٹھائیں۔"

ناگ نے ایک سبز رنگ کا لمبا کرتہ پہنا۔ سر پر زرد رنگ

کا عربی رومال باندھا۔ ہاتھ میں لمبی سبز منکوں والی تسبیح پکڑی بغل میں ایک جھولا لٹکایا۔ اس میں یونہی، نقلی دوائیں ڈالیں اور ماریا کو سب کچھ سمجھا کر اسے ساتھ لیا اور شاہی محل کی طرف چل پڑا۔ شاہی محل کے نیچے جا کر آواز لگائی:

"میں درویش جبار ہوں۔ میں شہزادی صاحبہ کا علاج کر سکتا ہوں، مجھے شہزادی کے پاس لے چلو۔"

بادشاہ کو جب پتہ چلا کہ ایک درویش اس کی پیاری بیٹی کا علاج کرنے آیا ہے تو ناگ کو اسی وقت محل میں بلا کر اور بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے ناگ کو سر سے پاؤں تک دیکھا پھر کہا:

"اے نوجوان درویش! کیا تم میری بیٹی کا علاج کر سکو گے؟"

ناگ نے بازو اٹھا کر اوپر آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا:

"بچانے والا خدا ہے۔ میں کوشش کروں گا۔"

ناگ کو اسی وقت شہزادی کے کمرے میں پہنچایا گیا۔ ماریا ناگ کے ساتھ ساتھ تھی۔ شہزادی پلنگ پر لیٹی بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔ ناگ کے زہر سے اس کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ وہ کمزور ہو گئی تھی۔ شاہی طبیب اپنے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شاگردوں کے ساتھ وہاں بیٹھا دوائیاں تیار کروا رہا تھا اور شہزادی کے سر پر ایک کنیز کی مدد سے کوئی تیل لگا رہا تھا۔ شاہی طبیب نے نفرت سے ناگ کی طرف دیکھا اور بادشاہ سے کہا:

"حضور عالی مقام! مجھے تو یہ کوئی نقلی درویش لگتا ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اسے شہزادی صاحبہ کے علاج کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔"

ناگ نے شاہی طبیب کی طرف دیکھا اور کہا:

"بغیر جانے بوجھے کسی کو برا کہنا اچھی بات نہیں ہوتی خدا نے چاہا تو میں شہزادی صاحبہ کے جسم سے سانپ کا زہر زائل کر دوں گا۔"

شاہی طبیب نے بڑے غرور سے گردن اٹھائی اور کہا:

"تم ابھی کل کے لونڈے ہو۔ اگر شہزادی کی حالت زیادہ بگڑ گئی تو کون ذمے دار ہو گا؟"

ناگ نے کہا: "اگر شہزادی صاحبہ میرے علاج سے اچھی نہ ہوئیں تو میں اپنی گردن کٹوا دوں گا اور اگر اچھی ہو گئیں تو پھر تمہاری گردن کاٹ دوں گا۔ کیا یہ شرط تمہیں منظور ہے؟"

شاہی طبیب گھبرا سا گیا۔ جلدی سے بولا:

"میں شرط لگانے کو حرام سمجھتا ہوں۔ اگر بادشاہ سلامت کی اجازت ہے تو تم علاج کر سکتے ہو۔"

بادشاہ نے کہا: "میری طرف سے اجازت ہے درویش جبار کو۔"

ناگ شہزادی کے پلنگ کے پاس چھوٹے سے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے شاہی طبیب کی طرف دیکھ کر کہا:

"اس میز پر جو پانی کی صراحی رکھی ہے وہ مجھے پکڑاؤ۔"

شاہی طبیب کو سخت غصہ آیا۔ اس نے نفرت سے کہا:

"میں تمہارا نوکر نہیں ہوں۔"

ناگ بولا: "اگر تم پانی کی صراحی نہیں اٹھا سکتے تو پھر اپنی ٹوپی اتار کر مجھے تھوڑی کے لیے دو۔"

شاہی طبیب کو اور زیادہ غصہ آ گیا۔ اس نے ناگ سے دانت پیس کر کہا:

"گستاخ نوجوان! اگر یہاں بادشاہ سلامت تشریف فرما نہ ہوتے تو میں تمہیں اس گستاخی کی ایسی سزا دیتا کہ ساری عمر یاد رکھتے۔"

ناگ بولا: "بہت خوب۔ پھر میں اپنے جن کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تمہاری ٹوپی اتار کر میری جھولی میں پھینک دے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہر کوئی دم بخود ہو گیا۔ بادشاہ، کنیزیں اور شہزادی حیرت سے ناگ کا منہ تکنے لگیں کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

ناگ نے ماریا سے کہا:

"اے میرے دوست جن! شاہی طبیب کی ٹوپی اتار کر مجھے دے دو۔"

ماریا نے آگے بڑھ کر شاہی طبیب کی ٹوپی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ سب نے دیکھا کہ شاہی طبیب کی ٹوپی اس کے سر سے اپنے آپ اوپر اٹھی پھر غائب ہو گئی، کیوں کہ وہ ماریا کے ہاتھ میں آ چکی تھی۔ پھر یہ ٹوپی اپنے آپ ناگ کی جھولی میں گر پڑی۔

شاہی طبیب نے غصے میں کانپتے ہوئے کہا:

"بادشاہ سلامت! یہ نقلی درویش کوئی شعبدہ باز جادوگر ہے۔ اس سے ہوشیار رہیں۔"

بادشاہ نے کہا: "میں نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا۔ میں درویش جبار پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اے درویش! تم میری بیٹی کا علاج شروع کرو۔"

شاہی طبیب نے سر جھکا دیا اور ادب سے سلام کرنے کے بعد اجازت لے کر اپنے شاگردوں کے ساتھ واپس جانے لگا تو ناگ نے کہا:

"جناب اپنی ٹوپی کو لیتے جائیں۔"

پھر ناگ نے ماریا کو حکم دیا۔

"اس ٹوپی کو اس کے اصلی سر پر پہنچا دو۔"

سب نے دیکھا کہ ٹوپی ناگ کی جھولی سے خود بخود اوپر اٹھی۔ غائب ہوئی اور اس کے بعد شاہی طبیب کے سر پر آ کر ٹک گئی۔ ہر کوئی حیران تھا اور ناگ کی طلسمی طاقت کا قائل ہو گیا تھا۔ شاہی طبیب غصے سے پھنکارتا ہوا اپنے شاگردوں کے ساتھ واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ناگ نے بادشاہ بابِ عادل سے کہا:

"سونے کے پیالے میں سامنے والی صراحی سے پانی لے کر آپ خود پیش کریں۔"

بادشاہ کو اپنی بیٹی شہزادی سے بے پناہ پیار تھا اور وہ ناگ کی شخصیت سے بہت متاثر بھی ہوا تھا۔ اس نے اس کی کرامت دیکھ لی تھی۔ چنانچہ اس نے جلدی سے سونے کے پیالے میں صراحی میں سے پانی ڈال کر ناگ کو دیا۔ ناگ نے پانی لے کر آنکھیں بند کر کے یونہی جھوٹ موٹ اس پر دم پڑھ کر پھونک ماری اور شہزادی سے کہا:

"شہزادی صاحبہ! یہ پانی پی لیں۔"

شہزادی بے چاری بے چین ہو رہی تھی۔ اس کا سارا جسم

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درد کر رہا تھا۔ اس نے کنیز کی مدد سے پانی پی لیا۔ ناگ اُٹھ کر شہزادی کے پلنگ کی پائنتی کی طرف آ گیا اور اس کی اجازت لے کر ریشمی چادر پرے ہٹائی اور پاؤں ننگا کر کے ایڑی پر وہ جگہ دیکھی جہاں ناگ نے سانپ بن کر کاٹا تھا۔ یہاں ابھی تک اس کے دانتوں کا نشان تھا۔ ناگ نے اس نشان پر اپنی دو انگلیاں رکھ دیں۔ شہزادی کی بے چینی میں تھوڑا سا فرق آ گیا۔ جب اس نے انگلیاں اٹھائیں تو وہ پھر درد سے تڑپنے لگی۔

ناگ نے کہا: "اے بادشاہ سلامت! شہزادی صاحبہ کی حالت بہت خراب ہے۔ زہر سارے جسم پر اپنا اثر کر چکا ہے۔"

بادشاہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا:

"اے درویش! میری بیٹی کو اچھا کر دو۔ میں تمہیں اپنی ساری سلطنت بخش دوں گا۔"

ناگ بولا: "آپ سب لوگ یہاں سے باہر چلے جائیں۔ مجھے اور شہزادی صاحبہ کو اکیلا چھوڑ دیا جائے جلدی کریں پہلے ہی آپ لوگوں نے کافی دیر کر دی ہے۔"

بادشاہ نے سب کو نکل جانے کا حکم دیا اور خود بھی باہر چلا گیا۔ شہزادی اور ناگ خواب گاہ میں اکیلے رہ گئے۔

تو ناگ نے شہزادی سے کہا:

"شہزادی صاحبہ! میں آپ کی آنکھوں پر پٹی باندھ رہا ہوں تاکہ آپ بھول کر بھی اس سانپ کو نہ دیکھ سکیں جس کو میں اب یہاں بلانے لگا ہوں اور جو آپ کے جسم کا سارا زہر چوس لے گا۔ کیا آپ تیار ہیں؟"

شہزادی نے کہا: "میں تیار ہوں۔ خدا کے لیے مجھے اس عذاب سے نجات دلائیں۔"

ناگ بولا: "فکر نہ کریں۔ آپ ابھی ٹھیک ہو جائیں گی۔ میں اپنے جن کو حکم دیتا ہوں کہ وہ آپ کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر سانپ کو حاضر کرے۔"

ناگ نے ماریا سے کہا: "اے جن! شہزادی کی آنکھوں پر پٹی باندھ دو۔"

ماریا نے وہیں سے ایک کپڑا اٹھایا اور شہزادی کی آنکھوں پر باندھ دیا۔ شہزادی نے دیکھا کہ ناگ تو اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا لیکن کسی کے ان دیکھے ہاتھ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ رہے تھے جب ماریا پٹی باندھ چکی تو ناگ نے آواز دی:

"اے میرے جن دوست! جس سانپ نے شہزادی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

صاحبہ کو ڈسا ہے۔ اس کو حکم دو کہ وہ آکر شہزادی کے جسم میں داخل کیا گیا سارا زہر واپس چوس لے۔"

جب ناگ کو تسلی ہو گئی کہ شہزادی کی آنکھیں بند ہیں اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتی تو اس نے ایک گہرا سانس لیا اور کالا سانپ بن کر تخت پر سے رینگ کر نیچے اُترا۔ شہزادی کی مسہری پر گیا۔ اور اس کی ایڑی کے زخم پر منہ رکھ کر اس کے جسم میں سے زہر واپس چوسنا شروع کر دیا۔ شہزادی نے محسوس کیا کہ سانپ کا منہ اس کی ایڑی سے لگا ہے اور وہ زہر چوس رہا ہے۔ خوف کے مارے اس کا سارا جسم پسینے میں شرابور ہو گیا تھا۔ مگر وہ خاموش اور ساکت لیٹی رہی۔

ناگ نے سارا زہر چوس لیا۔ پلنگ سے اُتر کر تخت پر واپس آیا اور دوبارہ انسانی شکل اختیار کر لی پھر بولا:

"اے میرے جن دوست! شہزادی کی آنکھوں پر سے پٹی اُتار پھینکو۔"

ماریا نے پٹی کھول کر پھینک دی۔ شہزادی کا درد جاتا رہا تھا۔ اس کی بے چینی بھی دور ہو گئی تھی۔ ناگ نے آواز دے کر بادشاہ اور کنیزوں کو واپس کمرے میں بُلا

لیا اور کہا:

"بادشاہ سلامت! میں نے اپنے جن دوست کی مدد سے اس سانپ کو بلایا تھا جس نے آپ کی بیٹی کو کاٹا تھا۔ سانپ شہزادی صاحبہ کے جسم سے سارا زہر چوس کر واپس چلا گیا ہے اور شہزادی تندرست ہو گئی ہیں۔"

بادشاہ نے خوش ہو کر شہزادی کی طرف دیکھا اور کہا:

"بیٹی اب طبیعت کیسی ہے؟ تم خوش نظر آ رہی ہو۔"

شہزادی شیبا نے مسکراتے ہوئے کہا:

"ابا حضور! اگرچہ میری آنکھوں پر پٹی بندھی تھی مگر میں نے صاف محسوس کیا کہ کوئی سانپ میری ایڑی کے ساتھ منہ لگائے میرے جسم سے زہر چوس رہا ہے، دیکھ لیں۔ میرا درد غائب ہے۔ بے چینی بھی نہیں ہے اور پیاس بھی ختم ہو گئی ہے۔ ابا حضور! یہ درویش بڑا پہنچا ہوا نیک بزرگ ہے۔ اسے یہاں سے نہ جانے دیں۔ ہم اسے ساری زندگی اپنے پاس رکھیں گے۔"

بادشاہ کا چہرہ اپنی بیٹی کو تندرست دیکھ کر خوشی سے کھل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اُٹھا تھا۔ اس نے کہا:

"میری بیٹی! ہم درویش جبار کو اپنے محل ہی میں رکھیں گے۔"

پھر بادشاہ نے ناگ سے کہا:

"درویش جبار اپنے اعلان کے مطابق میں اپنی آدھی سلطنت تمہیں دیتا ہوں۔ تم اگر چاہو تو ہیرے جواہرات کی شکل میں تم آدھی سلطنت کے برابر دولت ابھی لے سکتے ہو۔"

ناگ مسکرایا۔ بولا: "اے بادشاہ! ہم فقیر لوگ ہیں۔ ہمیں دولت اور سلطنت نہیں چاہیے لیکن جب شہزادی پوری صحت مند ہو جائے گی تو ہم ایک خواہش کریں گے کیا آپ ہماری خواہش پوری کرنے کا وعدہ کرتے ہو؟"

بادشاہ نے کہا: "تم نے ہماری بیٹی کی جان بچائی ہے۔ ہم تمہاری خواہش ضرور پوری کریں گے۔ تم اپنی خواہش کا اظہار کرو۔"

ناگ نے کہا: "ہم آپ کو اپنی خواہش اس وقت بتائیں گے جب شہزادی بالکل صحت مند ہو کر اپنے پاؤں پر چلنے لگے گی۔"

بادشاہ نے کہا: "جیسے آپ کی مرضی درویش جبار! مگر میری ایک درخواست ہے کہ آپ اب اس محل میں ہی رہیں۔ میں آپ کو اپنا شاہی طبیب بناتا ہوں آج سے آپ شاہی طبیب کہلائیں گے۔"

ناگ بولا: "ہمیں منظور ہے۔ محل کے سب سے اوپر والا کمرہ ہمیں دے دیا جائے۔ ہم وہیں رہیں گے۔"

بادشاہ کے حکم سے محل کے اوپر والا سرخ پتھروں سے بنا ہوا کمرہ ناگ کے لیے سجا دیا گیا۔ اسی روز بادشاہ نے یہ اعلان بھی کر دیا کہ درویش جبار اب شاہی طبیب کی جگہ فرائض ادا کرے گا۔ ناگ کو شاہی طبیب کی خلعت اور لباس بھی عطا کر دیا گیا۔ اس اعلان سے پہلے والا شاہی طبیب تو جل کر کوئلہ ہو گیا۔ اس کو بادشاہ نے دوسرے درجے کا طبیب بنا دیا اور اب وہ صرف درباریوں کی بیماریوں کا علاج کر سکتا تھا۔ شاہی خاندان کا علاج اب ناگ کو سونپ دیا گیا تھا۔ شاہی طبیب تو جل بھن کر رہ گیا۔ اس نے اپنے شاگرد خاص عیارش سے کہا:

"میں اس درویش جبار سے انتقام لینا چاہتا ہوں میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے میری شاہی حیثیت ختم کر دی ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اس کے خاص شاگرد عیارش نے کہا:
"مگر آقا! درویش جبّار کے پاس جنّ ہے۔ یہ جنّ اس نے قابو کر رکھا ہے۔ اس سے ٹکر لینا ٹھیک نہیں ہوگا۔"

سابق شاہی طبیب بولا:
"ہمیں بڑی چالاکی سے کام لے کر درویش جبّار کے جنّ کو بھگا دینا ہوگا۔"

شاگرد عیارش بولا: "میں آپ کے ساتھ ہوں میرے آقا!"

رات کو ناگ اور ماریا سرخ پتھروں والے کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

ماریا نے کہا: "ناگ بھیا! پرانے شاہی طبیب سے ہوشیار رہنا۔ وہ ضرور تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا۔"

ناگ بولا: "فکر نہ کرو ماریا۔ میں شاہی محلوں کی ان سازشوں کو خوب جانتا ہوں۔ یہ شاہی طبیب میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

ماریا نے پوچھا: "اب تمہارے دل میں کیا ہے؟ آخر تم کون سی خواہش بادشاہ سے پوری کرنے کے لیے کہو گے؟"

ناگ کہنے لگا: "یہ تم کو اسی روز معلوم ہوگا جب میں بادشاہ کے آگے اپنی خواہش کا اظہار کروں گا۔ کیوں کہ میں اب بادشاہ کے گلے میں بندھا ہوا سلیمانی تعویذ لینا ہے اور یہ تم بھی جانتی ہو کہ تم نے اگر اس کی گردن سے توڑ کر تعویذ نکالا تو اس کا اثر ختم ہو جائے گا۔ جلّاد کی بدروح نے مجھے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ سلیمانی تعویذ کا اثر صرف اسی صورت میں سلیمانی مہرے پر پڑے گا کہ بادشاہ اپنی مرضی سے یہ تعویذ اپنی گردن سے اتارے جو وہ کبھی نہیں اتارتا۔"

ماریا بولی: "پھر تم اس کی گردن سے یہ تعویذ کیسے اترواؤ گے ناگ؟"

ناگ نے کہا: "یہ وقت آنے پر معلوم ہوگا۔"

دو چار روز کے بعد شہزادی بستر پر سے اٹھ بیٹھی اور طرح صحت مند ہو گئی۔ اس کا رنگ بھی سرخ ہو گیا اور سہیلیوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور سیر و تفریح بھی کرنے لگی۔

ناگ نے ایک روز بادشاہ کے حضور پیش ہو کر کہا:
"بادشاہ سلامت! اب شہزادی اچھی ہو گئی ہے۔"

بادشاہ نے خوشی سے کہا: "ہاں درویش جبّار! ہماری بیٹی پہلے سے زیادہ اچھی ہو گئی ہے اور ہم تم پر بے حد

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خوش ہیں۔ تم نے ہماری بچی کو موت کے منہ سے واپس نکال لیا ہے۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری خواہش کو بھی پورا کریں۔ بتاؤ، تمہاری خواہش کیا ہے؟

ناگ نے کہا: "کیا آپ اسے پورا کرنے کا قول دیتے ہیں؟"

بادشاہ نے کہا: "ہاں! ہم قول دیتے ہیں کہ تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی۔"

ناگ نے کہا: "اے بادشاہ سلامت! ہم درویشوں کے جس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اس قبیلے کا دستور ہے کہ جب کوئی درویش کسی کے بچے کی زندگی بچاتا ہے تو وہ اپنی گردن میں پڑی ہوئی مالا یا ہار کو اس بچے کے باپ کی گردن میں پڑے ہوئے مالا یا ہار سے بدل لیتا ہے چنانچہ میری خواہش یہی ہے کہ آپ اپنے گلے میں پڑے ہوئے تعویذ کو میری گردن میں پڑی ہوئی تسبیح سے بدل لیں۔"

یہ سن کر بادشاہ کا تو رنگ اڑ سا گیا۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اس کی گردن میں جو تعویذ پڑا ہے اس میں سلیمانی مہرے کا طلسم ہے جو اس کے خزانے میں ہے اور جس کی وجہ سے اس کا خزانہ ہمیشہ بھرا رہتا ہے۔ اگر یہ تعویذ اس نے درویش

کو دے دیا تو ہو سکتا ہے یہ شخص سلیمانی مہرے کو نکال کر لے جانے کی کوشش کرے یا اگر اس کی نیت ایسی نہیں ہے تو ہو سکتا ہے یہ تعویذ اس سے کہیں گم ہو جائے اور پھر بادشاہ بھی سلیمانی مہرے کو ہاتھ نہیں لگا سکے گا۔ اگر لگائے گا تو اس کا جسم جل کر راکھ ہو جائے گا۔ بادشاہ عجیب الجھن میں پھنس گیا۔ ناگ نے کہا:

"کیا بادشاہ سلامت اپنے قول سے پھر جائیں گے؟"

بادشاہ نے کہا: "ہرگز نہیں۔ بادشاہ اپنے قول سے کبھی نہیں پھرا کرتے۔"

اور بادشاہ نے اپنے گلے میں پڑا ہوا تعویذ اتار کر ناگ کو دے دیا۔ ناگ نے اپنی گردن میں پڑی تسبیح اتار کر بادشاہ کے گلے میں ڈال دی اور تعویذ خود اپنے گلے میں ڈال لیا۔ بادشاہ نے دل میں یہی سوچ لیا تھا کہ تعویذ درویش کو دینے کے بعد وہ خزانے کی حفاظت سخت کر دے گا اور وہاں وہ پہرہ لگا دے گا اور اگر درویش نے سلیمانی مہرہ چرانے کی تو اسے وہیں ہلاک کروا دیا جائے گا۔ ناگ نے تعویذ گلے میں ڈالنے کے بعد بادشاہ کا شکریہ ادا کیا اور کہا:

"اب میں بڑی خوشی سے آپ کے محل میں ہی ساری زندگی گذار سکتا ہوں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بادشاہ بولا: "ہمیں خوشی ہو گی. اب ہم نہیں چاہتے کہ تم ہم سے جدا ہو جاؤ"

ناگ نے کہا: "میں آپ کے محل ہی میں رہوں گا"

دل میں ناگ نے کہا کہ ابھی مجھے آپ کے خزانے سے سلیمانی مہرہ حاصل کرنا ہے۔ ابھی میں محل سے کیسے جا سکتا ہوں؟

○

○ کیا ناگ شاہی خزانے سے سلیمانی مہرہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوا؟

○ شاہی طبیب نے ناگ کے خلاف کیا خونی سازش کی؟

○ عنبر کی ان لوگوں سے کن حالات میں ملاقات ہوئی؟

○ اور کیبٹی سانپ بن کر غائب ہوئی تو اس کے بعد چاند نے اسے کس جگہ پھینک دیا تھا اور پھر وہاں اس کے ساتھ کیا گذری اور کس قسم کے حیرت انگیز اور خطرناک واقعات پیش آئے؟

یہ آپ عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۸۶ "رشی بال کی روح اور بن مانس" میں پڑھیں گے.

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اے۔ حمید کا نیا سلسلہ سائنس فکشن
"خلائی مشن ڈبل زیرو"
ہر ناول ایک مکمل سائنسی کہانی

"خلائی گھڑی کا قیدی"

خلا کے ایک سیارہ "ٹوپاز" کی داستان جس میں انسان سینکڑوں سالوں سے زندہ چلے آ رہے ہیں۔ اچانک اس خلائی سیارہ میں کیلشیم کی کمی واقع ہو جانے سے بچے، بوڑھے، جوان مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔
اسی خلا کے سائنس دان ہمارے سیارہ "زمین" کے ایک بچی اور بچے کو اغوا کر کے، زندہ حالت میں ان کے جسم سے ہڈیاں نکال کر کیلشیم بنا کر اپنے سیارہ ٹوپاز میں منتشر کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو سینکڑوں سال سے زندہ چلے آ رہے ہیں زندہ رہ سکیں۔
اس کے لیے وہ اپنے ایک خلائی سائنس دان "کورو" کو زمین پر بھیجتے ہیں۔
کیا کورو زمین پر پہنچ سکا یا کوئی بچی، بچہ اغوا کر سکا۔
ایک دلچسپ اور حیرت انگیز سائنسی داستان

خلائی گھڑی کا قیدی پڑھیے

جلد تاریخ اشاعت کا اعلان ہو گا۔

نیا مکتبہ اقرا ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸